رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

اللہ اکبر

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر: غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ۱

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۱۴۳	مورخہ ۱۶ صفر ۱۳۵۳ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء	جلد ۲۱

فہرست مضامین

احمدیہ مشن لنڈن کی تبلیغی رپورٹ ص ۲
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سردار کھڑک سنگھ صاحب اور ان ہمراہیوں کو دعوت حق ص ۳
خطبہ جمعہ (تقوی اللہ اختیار کرنے کے بہترین نتائج) ص ۵
جلسہ سالانہ پر بیعت کرنیوالوں کی فہرست ص ۱۰
اشتہارات وغیرہ ص ۱۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۸ مئی ۱/۲ ۴ کی ٹرین سے لاہور تشریف لے گئے۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو حضور نے مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے۔ ناظر تعلیم و تربیت کی طبیعت قدرے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے ایک ہزار روپیہ اور مصیبت زدگان بہار کی امداد کے واسطے مولانا عبد الماجد صاحب امیر جماعت احمدیہ بھاگل پور کو روانہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں تین سو روپیہ اس سے پیشتر روانہ کیا گیا تھا۔ اور ایک ہزار روپیہ وائسرائے ریلیف فنڈ میں بھی دیا جا چکا ہے۔

۲۸ مئی بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے ذکر حبیب پر تقریر فرمائی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

شرک کے اقسام

(فرمودہ ۳۱-مئی ۱۹۰۲ء)

فرمایا "شرک تین قسم کا ہے۔ اول یہ کہ عام طور پر بت پرستی۔ درخت پرستی وغیرہ کی جاوے۔ یہ سب سے عام اور موٹی قسم کا شرک ہے۔ دوسری قسم شرک کی یہ ہے۔ کہ اسباب پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا جاوے کہ فلاں کام نہ ہوتا۔ تو میں ہلاک ہو جاتا۔ یہ بھی شرک ہے تیسری قسم شرک کی یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے سامنے اپنے وجود کو بھی کوئی شے سمجھا جاوے۔

موٹے شرک میں تو آج کل اس روشنی اور عقل کے زمانہ میں کوئی گرفتار نہیں ہوتا۔ البتہ اس مادی ترقی کے زمانہ میں شرک فی الاسباب بہت بڑھ گیا ہے۔ طاعون کے پھیلنے پر یہ کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ شامت اعمال سے پھیلی ہے۔ اور ادھر اسباب کی طرف توجہ کرتے ہیں"

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لاہور میں لیکچر

لاہور ۲۹-مئی- بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لاہور میں لیکچروں کی تاریخوں میں تبدیلی کی حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے۔

پہلا لیکچر ۳۰-مئی کی بجائے ۳۱-مئی کو ۱/۲ ۸ بجے شام وائی-ایم-سی-اے ہال میں" زبان عربی کا مقام دوسری زبانوں میں" پر ہوگا- اور دوسرا لیکچر ۳-جون کی بجائے ۲ جون کو ساڑھے آٹھ بجے شام "کیا دنیا کو مذہب کی ضرورت ہے؟" کے موضوع پر ٹاؤن ہال میں ہوگا۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔ جو دوست پہنچ سکیں۔ وہ ضرور لیکچروں میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔

تبلیغی رپورٹ

احمدیہ مشن لنڈن کی تبلیغی رپورٹ

تقریریں

اپریل کا مہینہ سخت مصروفیت کا گزرا ہے۔ مولوی محمد یار صاحب عارف نے علاوہ ہائیڈ پارک کے ایک تقریر آلڈرشاٹ کی روٹری کلب میں کی اور مجھے مندرجہ ذیل مقامات پر تقاریر کرنے کا موقعہ ملا۔

(۱) لیٹن سٹون کے یونی ٹیرین چرچ میں "موجودہ زمانہ اور اسلام" پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ جس کے بعد سوال وجواب بھی ایک گھنٹہ ہوتے رہے۔ (۲) گری پنچ کی روٹری کلب میں "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی" پر ۲۵ منٹ تقریر کی۔ اور دس منٹ سوال وجواب ہوئے۔ (۳) وولچ کی تھیوسافیکل سوسائٹی میں ایک گھنٹہ "عقائد اسلامیہ" پر لیکچر دیا۔ جس کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک سوال وجواب ہوئے۔ (۴) الفورڈ کی تھیوسافیکل سوسائٹی نے بھی میرا لیکچر "اسلام" پر پون گھنٹہ تک سنا۔ اور اس کے بعد پندرہ منٹ تک سوال وجواب ہوئے۔ ہر تقریر میں علاوہ عام اعتراضات کا جواب دینے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی کیا گیا۔ چنانچہ سوالات زیادہ تر آپ ہی کے حالات کے متعلق ہوئے۔ بعض نے لٹریچر بھی مانگا جو دیا گیا۔ میری ایک تقریر برسٹل مقرر تھی۔ مگر میں طبیعت کی خرابی کی وجہ سے خود نہ جا سکا۔ اور میری جگہ مکرمی جناب میر عبدالسلام صاحب بی اے نے ایک گھنٹہ تقریر کی۔ موضوع "موت اور جنت" تھا۔ لیکچر نہایت کامیاب رہا۔ سوالات کے جواب بھی دیئے گئے۔ اور بہت اچھا اثر ہوا۔ میر صاحب یہاں اپنا کاروبار کرتے ہیں اور عموماً سخت مصروف رہتے ہیں لیکن تبلیغی کاموں میں ہمیشہ دلچسپی لیتے اور امداد دیتے رہتے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

یہودیوں سے گفتگو

دو یہودیوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کرنے کا موقعہ دیا۔ ایک صاحب پروفیسر [illegible] ہیں۔ جنہوں نے مجھے اپنے گھر جانے کی دعوت دی۔ یہ صاحب مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سے یہاں ایک دو مرتبہ مل چکے ہیں۔ ان سے مسئلہ نبوت اور آمد ثانی پر گفتگو ہوئی۔ دوسرے لنڈن کے یہودی کالج کے پرنسپل صاحب سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ ان سے مسیح کے آنے اور آمد ثانی کے متعلق باتیں ہوئیں۔ کہتے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ کس طرح ہوگا۔ لیکن یہ یقین ہے کہ جب مسیح آئے گا۔ تو سب کو علم ہو جائے گا۔ عموماً اس طرف توجہ نہیں۔ کیونکہ واقفیت بھی کم ہے۔

دیگر لوگوں سے گفتگو اور ملاقاتیں

اس کے علاوہ پریس بی ٹیرین چرچوں کے سکرٹری اور ریورنڈ ڈینی کو اور بشپ آف سٹیپنی سے ملاقات کی گئی۔ No More War Movement کے سیکرٹری سے ۲½ گھنٹہ گفتگو کی۔ یہ شخص گاندھی جی کا مداح ہے۔ گو کہتا ہے۔ کہ وہ کمیونسٹ نہیں۔ لیکن اس کے خیالات بالکل ان سے ملتے جلتے ہیں۔ اس کی کوشش یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ برطانوی بحری اور بری فوج میں کوئی شخص کام نہ کرے۔ اور ہندوستان سے برطانیہ کو فوراً نکال دیا جائے۔ بظاہر جنگ کا قائل نہیں لیکن دراصل ہر قسم کا فساد اٹھانا اپنی اغراض کے لئے جائز سمجھتا ہے۔ اس کے خیالات کو بدلنے کی کوشش کی گئی۔ گو اس پر زیادہ اثر نہیں ہوا۔

[illegible] Socialist Movement کے سیکرٹری سے ملاقات کی۔ یہ تحریک سرمایہ داروں کی ہے۔ اور اس کی غرض یہ ہے۔ کہ کمیونسٹ اور سوشلسٹ تحریک کا ہر رنگ میں مقابلہ کیا جائے۔ میں نے اس کو زیادہ تر سود کے خلاف دلائل دیئے۔ اور کہا۔ کہ اگر وہ سود لینا اور دینا چھوڑ دیں۔ تو ہمارے ساتھ ان کا بہت حد تک اتفاق ہو سکتا ہے۔ مگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ آج کل سود کے بغیر گزارہ نہیں۔ اور کوئی اقتصادی ترقی بغیر سود کے ممکن ہی نہیں۔ میں نے اسے بتایا۔ کہ اسلام نے سینکڑوں سال مشرق اور مغرب میں حکومت کی۔ اور ہر قسم کی ترقی بھی کی ہے۔ لیکن سود سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔ کافی لمبی گفتگو ہوئی۔ آخر اس نے کہا۔ کہ اگر آپ لکھ کر کوئی عملی تجاویز پیش کریں۔ جن سے بغیر سود کے تجارت اور کاروبار چل سکے۔ اور ترقی کر سکے۔ تو وہ ضرور ان پر غور کریں گے۔ آج تک اس طرح ہمیں اس سے پہلے کبھی کسی نے توجہ ہی نہیں دلائی۔

League of Nations Union کے سکرٹری سے ملاقات کی اور کوشش کی۔ کہ اسلامی نقطۂ نگاہ ان لوگوں کو سمجھایا جائے۔

ناروے اور یوگوسلاویا کے سفیروں کو خطوط

ناروے اور یوگوسلاویا میں بوجہ حادثات بہت سامانی اور جانی نقصان ہوا ہے۔ اس لئے ان کے سفیروں کو خطوط لکھے گئے اور اظہار ہمدردی کیا گیا۔ یوگوسلاویا میں چونکہ مسلمان بھی کافی ہیں۔ اس لئے ان سے زیادہ تعلق کا اظہار کیا گیا۔ جس کا سفیر پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور دونوں ملکوں کی حکومت تک ہمارے خطوط پہنچا دیئے گئے۔

ایک نیا احمدی

ایک نوجوان اس ماہ میں احمدیت میں داخل ہوا۔ اس کا نام ٹربش ہے۔ اس نے انٹرنس ابھی پاس کیا ہے۔ اس کا باپ ریٹائرڈ بحری کپتان ہے۔

ایک نومسلم انگریز کی دینی تربیت

مبارک احمد فیولنگ کو "عمدۃ الاحکام" شروع کرائی گئی ہے۔ اور وہ بہت دلچسپی سے حدیث کا سبق مجھ سے پڑھتا ہے۔ مبارک احمد فیولنگ اور مسٹر کون کا ایک ایک خط بھی اسلام پر یہاں کے دو اخباروں میں شائع ہو چکا ہے۔ خاکسار عبدالرحیم درد

صوبہ بہار کا آفت رسیدہ علاقہ

مصیبت زدہ لوگوں کی خاص امداد کی ضرورت

ذیل میں معزز معاصر "حقیقت" لکھنؤ کا ایک اقتباس اس لئے درج کیا جاتا ہے۔ کہ صوبہ بہار جن مصائب اور آفات کا نشانہ بنا ہوا ہے اس کے متعلق کسی قدر اندازہ لگا کر مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کے لئے خصوصیت سے ہاتھ بڑھایا جائے۔

معاصر مذکور لکھتا ہے:۔

"یوں تو دنیا میں ہمیشہ سے آفات ارضی و سماوی کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ طوفان آتے ہیں۔ زلزلہ آتا ہے۔ وبائی امراض کا زور ہوتا ہے۔ خلقت تباہ ہو کر پھر سکون حاصل کر لیتی ہے۔ کاروبار از سر نو جاری ہو جاتے ہیں۔ اگلی سی چہل پہل عود کر آتی ہے۔ مگر بخلاف اس کے صوبہ بہار کے آفت رسیدہ علاقہ میں ۱۵ جنوری کے زلزلہ کی تباہ کاریوں کے بعد سے تا ایں دم قسمت بہاریوں کو گھڑی بھر بھی چین و اطمینان نصیب نہیں ہوا۔ ہفتوں زلزلے کے جھٹکوں سے راتوں کی نیند حرام رہی۔ ابھی سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ وبائی امراض چیچک طاعون۔ اکثر دیکھو لیا سے خلقت کی پریشانیوں میں اضافہ ہونے لگا۔ اس سے بھی پورے طور پر نجات نہیں ملی تھی۔ کہ اب پٹنہ کی خبر ہے۔ کہ دانا پور سب ڈویژن کے موضع بکرم میں عجیب و غریب واقعہ رونما ہوا۔ صبح کو آسمان یک بیک گرد آلود ہو گیا۔ بادل چھا گئے۔ شدید طوفان آ گیا۔ کئی منٹ کے بعد آفتاب افق پر نمودار ہوا۔ گرم ہواؤں کا تیز جھونکا آیا۔ جس سے آگ کی حدت محسوس ہونے لگی۔ گاؤں کے آدمیوں میں خوف وہراس پیدا ہو گیا۔ لوگ اپنے بال بچوں کو لے کر گھروں سے نکل آئے۔ گرم ہوا بیس منٹ تک چلتی رہی۔ جب حالات حسب معمول ہو گئے۔ تو لوگوں کی جان میں جان آ گئی۔

اسی طرح ضلع چمپارن کے صدر مقام موتی ہاری کی تازہ خبر ہے۔ کہ وہاں طوفان باد و باراں کی گھڑگھڑاہٹ سے خلق خدا سخت پریشان ہے۔ گزشتہ زلزلہ سے جو شگاف پڑ گئے تھے۔ اس میں غلیظ دھواں نکلنے لگا۔ طوفان سے چرند پرند کثیر تعداد میں ہلاک ہو گئے۔ مکانات اور درختوں کو ژالہ باری سے شدید نقصان پہونچ گیا۔"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الفضل

نمبر ۱۴۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ صفر سنہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ——— نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

سردار کھڑک سنگھ صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو دعوت حق

۲۸ مئی کو سکھوں نے قادیان سے قریباً میل سوا میل مشرق کی طرف موضع بسرا کے کھیتوں میں جلسہ کیا۔ جس میں قبل از دوپہر اور بعد از دوپہر بعض سکھ اصحاب نے جن میں سردار کھڑک سنگھ صاحب بھی شامل تھے۔ جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت اشتعال انگیز۔ اور دل آزار تقریریں کیں۔ اس کی اطلاع جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو پہونچی۔ تو حضور نے ۲۷ مئی کی رات کو حسب ذیل مضمون رقم فرمایا۔ جو راتوں رات چھپ کر تیار ہو گیا۔ اور ۲۸ کو سکھوں میں بکثرت تقسیم کیا گیا۔ (ایڈیٹر)

تعجب

سردار کھڑک سنگھ صاحب! مجھے اس علاقہ کا رئیس ہونے اور جماعت احمدیہ کا امام ہونے کے لحاظ سے خوشی ہوئی تھی۔ کہ سکھ صاحبان میں بیداری پیدا کرنے کے لئے آپ کا سا تجربہ کار لیڈر قادیان آیا ہے۔ اور مجھے امید تھی۔ کہ آپ لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دیں گے۔ اور حق اور راستی کی اہمیت اُن پر ظاہر کریں گے۔ لیکن میرے تعجب کی کوئی حد نہیں رہی۔ جبکہ مجھے معلوم ہوا۔ کہ آپ نے اپنے لیکچر میں بیان کیا ہے۔ کہ قادیان میں احمدی سکھوں پر سخت ظلم کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ احمدی اگر باز نہ آئے۔ تو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ اور میں نے سُنا ہے۔ کہ آپ کے ایک ساتھی نے تو یہاں تک کہا ہے۔ کہ قادیان کی اینٹیں سمندر میں پھینک دی جائیں گی۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ آپ نے اپنے لیکچر میں یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ احمدیوں کے یہ ظلم اس وجہ سے ہیں۔ کہ گورنمنٹ انہیں شہ دیتی ہے۔ اور آپ نے اس کا علاج یہ تجویز کیا ہے۔ کہ انگریزوں کو سیدھا کر دیا جائے۔ تو احمدی آپ سیدھے ہو جائیں گے۔

ایک احراری کی تقریر

مجھے یہ بھی رپورٹ ملی ہے۔ کہ ایک احراری نے بھی آپ کے جلسہ میں تقریر کی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ سکھ بڑے بے غیرت ہیں۔ کہ احمدی اُن کے گرو کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور پھر بھی ان کو غیرت نہیں آتی۔ سب سے پہلے تو میں آپ کی اور آپ کے ہمراہیوں کی توجہ اسی احراری کی تقریر کی طرف پھیرتا ہوں۔ کہ کیا یہ شخص دیانتدار تھا۔ اگر اس شخص کے نزدیک حضرت باوا صاحب کو ایک مسلمان ولی اللہ کہنا۔ باوا صاحب کی ہتک کرنا ہے۔ تو اس بے غیرت سے آپ نے دریافت کرتا تھا۔ کہ وہ اب تک اس ہتک والے چولے کو کیوں پہنے ہوئے ہے۔ اور کیوں سکھ ہو کر اس گندگی سے پاک نہیں ہو جاتا۔ آپ گو اسلام سے ناواقف ہوں۔ لیکن اس قدر بات تو آپ کو بھی معلوم ہوگی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مسلمانوں کے نزدیک دُنیا میں دو ہی گروہ ہیں۔ یا مسلمان یا کافر۔ اگر اس احراری کے نزدیک جو منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلمان کہنے سے باوا صاحب کی ہتک ہوتی ہے۔ تو اس سے آپ دریافت کریں۔ کہ وہ باوا صاحب کو کیا سمجھتا ہے۔ اگر وہ مسلمان ولی اللہ سے بڑھ کر کوئی درجہ باوا صاحب کو دے۔ تو آپ سمجھ لیں۔ کہ وہ آپ کا خیر خواہ ہے۔ اور اگر اس کا مطلب یہ ہو۔ کہ باوا صاحب بانی اسلام علیہ السلام کے منکر تھے۔ اور اس طرح کافر تھے۔ تو آپ بتائیں کہ وہ باوا صاحب کی ہتک کرنے والا ہوا۔ یا ہم لوگ جو ان کو ایک بزرگ اور خدا رسیدہ انسان سمجھتے ہیں؟

احراری حضرت بابا نانک رح کو کیا سمجھتا ہے؟

سردار صاحب! آپ شائد جانتے ہیں۔ کہ ولی اللہ مسلمان سے اوپر مسلمانوں کے نزدیک صرف رسول اور پیغمبر ہوتے ہیں۔ اگر یہ احراری باوا صاحب کو رسول یا پیغمبر کہتا ہو۔ تو اس سے اس کی قوم کے نام اشتہار دلوائیں۔ اور اس کا خرچ مجھ سے لیں لیکن اگر وہ اس سے انکار کرے۔ تو سمجھ لیں۔ کہ جس وقت اُس نے یہ کہا تھا۔ کہ احمدیوں کی غلطی ہے۔ کہ وہ باوا صاحب کو مسلمان ولی اللہ کہتے ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب نہ تھا۔ کہ وہ انہیں مسلمان ولی اللہ سے بڑا سمجھتا ہے۔ بلکہ وہ نعوذ باللہ من ذالک اپنے فطرتی گند کی وجہ سے باوا صاحب کو کافر اور خدا سے دُور قرار دے رہا تھا۔ اور اگر یہ بات درست ہے۔ تو آپ سوچیں۔ کہ آپ مر کر اپنے مقدس گرو کو کس طرح منہ دکھائیں گے۔ کیا وہ آپ سے یہ نہ پوچھیں گے۔ کہ جو لوگ مجھے ولی اللہ کہتے تھے۔ وہ تو تمہارے دشمن تھے۔ اور جو مجھے کافر سمجھتے تھے۔ ان کو تم نے اپنا دوست بنایا تھا۔

کس نے باوا صاحب کی ہتک کرائی

سردار صاحب! اگر واقعہ میں آپ کو حضرت باوا صاحب پر ایمان ہے۔ تو آج آپ نے ایک سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اور حضرت باوا صاحب کی رُوح کو سخت صدمہ پہونچایا ہے۔ پس توبہ کریں اور بندوں کی خوشنودی کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اگر واقعہ میں حضرت باوا صاحب سے آپ کو محبت ہے تو جب وہ شخص آپ سے ملے۔ آپ اس وقت تک اس کو نہ چھوڑیں جب تک اس سے پوچھ نہ لیں۔ کہ ایک مسلمان ولی اللہ سے بڑھ کر کون سا درجہ حضرت باوا صاحب کو دیتا ہے۔ اور اگر وہ اس کا جواب نہایت دل شکن دے۔ یا خاموش ہو جائے اور بہانے بنانے لگے۔ تو سمجھ لیں۔ کہ آپ نے دُنیوی اغراض کی خاطر حضرت باوا صاحب کی ہتک خود سکھوں کے جلسہ میں کروائی۔ اور باوا صاحب کی ہتک کروانے والے آپ ہیں۔ ہم نہیں۔

احمدیوں کا سلوک سکھوں سے

سردار صاحب! اب میں اُن باتوں کو لیتا ہوں۔ جو خود آپ نے

یا آپ کے ساتھیوں نے کہی ہیں۔ اور سب سے اول تو میں آپ کی اس غلط فہمی کو دُور کرنا چاہتا ہوں۔ جو احمدیوں کے مظالم کے متعلق آپ کو لگی ہے۔ آپ نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے خوب تحقیق کر لیا ہے۔ کہ احمدی سکھوں پر سخت ظلم کرتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ آپ کی تحقیق بالکل غلط ہے۔ احمدی سکھوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتے۔ بلکہ انہیں اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ اور اگر آپ اس علاقہ کے سکھوں سے فرداً فرداً وُہ قسم دے کر جسے پنجابی میں دُودھ پُت کی قسم کہتے ہیں۔ پوچھیں۔ تو ان میں سے ۹۹ فیصدی آپ کو یہ بتائیں گے۔ کہ مَیں اور میرا خاندان اور میرے ساتھ تعلق رکھنے والے ہمیشہ سکھوں سے محبت کا برتاؤ کرتے چلے آئے ہیں۔ اور جو کوئی مصیبت زدہ ہمارے پاس آیا ہے۔ ہم نے اس کی مدد کی ہے۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ بعض نادان احمدیوں نے بعض سکھوں سے ناواجب سلوک کیا ہو۔ لیکن ان سے پوچھیں کہ جب کبھی میرے پاس ایسی رپورٹ ہُوئی۔ اور میں نے احمدی کو خطاوار پایا۔ میں نے اسے سزا دی یا نہیں دی۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ کہ ایک احمدی نے اپنی کتاب میں حضرت باوا صاحب کے متعلق کچھ الفاظ سوءِ ادبی کے لکھ دیئے تھے۔ میرے پاس سکھوں کا وفد آیا۔ تو میں نے نہ صرف یہ کہ اس احمدی کو سخت سرزنش کی۔ بلکہ اس کی اس کتاب کو ضبط کر لیا۔ اور وُہ صفحات تلف کروائے جو سکھ صاحبان کے لئے دل آزار تھے۔ اور گرد کے سکھوں کو آپ قسم دے کر پوچھیں۔ کہ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ ان کی خاطر پندرہ سال تک مَیں نے قادیان میں مذبح نہیں بننے دیا۔ اور اب بھی مذبح صرف چند نادانوں کی نادانی کی وجہ سے بنا ہے۔ ورنہ میں نے ہندو اور سکھ رؤساء کو یقین دلا دیا تھا۔ کہ اگر وُہ مجھ پر چھوڑ دیں تو ان کے احساسات کا پورا خیال رکھا جائے گا۔ لیکن افسوس کہ مفسدہ پرداز لوگوں نے مجھ پر اعتبار نہ کیا۔ اور دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ جن کی وجہ سے مجھے اپنا قدم بیچ میں سے ہٹانا پڑا ؛

سردار صاحب! یہاں کے سکھوں کو قسم دے کر پوچھیں کہ ان کی درخواست پر میں نے اپنے سکول میں ان کے لئے خاص انتظام کیا یا نہیں۔ اور اس وقت جب وُہ مجھ سے لڑ رہے تھے آریوں کی طرف سے تکلیف پہنچنے پر میں نے ماضی کو بُھلا کر پھر ان کے بچوں کے لئے ان کے حسب دلخواہ تعلیم کا انتظام کرنے پر آمادگی ظاہر کی یا نہیں۔

ہاں انہیں قسم دیکر پوچھیے۔ کہ انفلوئنزا کے دنوں میں جبکہ میں اور میرے گھر کے سب لوگ سخت تکلیف میں مبتلا تھے۔ قادیان کا ہر گھر مریضوں کی چیخ و پکار سے ایک میدانِ جنگ کا نقشہ پیش کر رہا تھا اس وقت اپنے پاس سے دوائیں دیکر اور اطباء اور ڈاکٹروں کو فارغ کر کے ان کے لئے علاج کے لئے چھ چھ سات سات میل تک باہر بھجوایا۔ یا نہیں۔ اور یہ بھی ان سے پوچھیے۔ کہ کوئی ایسے سکھ طالب علم انہیں معلوم ہیں یا نہیں۔ جن کی تعلیم کے لئے میں نے مدد کی۔ اور کوئی ایسے سکھ خاندان ہیں یا نہیں۔ جنہوں نے اپنی مشکلات میں میری طرف رجوع کیا۔ اور میں نے ہر ایک طرح ان کی امداد کی۔ دُور کیوں جاتے ہیں۔ اسی علاقہ کے رئیس خاندان سے جہاں آپ کا جلسہ ہو رہا ہے۔ پوچھیں۔ کہ کیا بعض سکھ خاندانوں کے اختلاف کے وقت میں نے انہیں تباہی سے بچانے کے لئے باہمی سمجھوتے کرائے یا نہیں۔ ان کی خاندانی وجاہتوں کے خطرہ میں پڑنے کے وقت ان کا پُوری طرح ساتھ دیا۔ یا نہیں ؛

کیا دُشمن ایسے ہی ہوتے ہیں؟

سردار صاحب! اگر ان باتوں کا جواب آپ کو اثبات میں ملے تو ذرا سوچیں۔ کہ کیا دُشمن ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کیا ظالم اسی قسم کے کام کیا کرتے ہیں۔ یاد رکھیں۔ کہ حقیقت چھپ نہیں سکتی۔ آپ بے شک آج مجھے اور میری جماعت کو ظالم کہکر چلے جائیں لیکن یاد رکھیں۔ کہ نقصان آپ کا ہی ہوگا۔ میرا نہیں۔ کیونکہ آپ کے جانے کے بعد جب لوگ ٹھنڈے دل سے میرے سلوک پر غور کرینگے جب وُہ دیکھیں گے۔ کہ ایک شخص جو ان کا خیر خواہ ہے۔ اور ان سے محبت کرتا ہے۔ آپ اسے ظالم اور بدخواہ قرار دے گئے ہیں۔ تو وُہ حیرت میں پڑ جائیں گے۔ اور ان کے دل کہہ اٹھیں گے۔ کہ ہمارے ایک ایسے لیڈر نے جسے ہم اپنا خیر خواہ سمجھتے تھے ہم سے دُشمنی کی۔ اور ہم میں اور ہمارے خیر خواہوں میں لڑائی ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ آپ کو دھوکا دیا گیا ہے۔ اور بعض شریروں نے آپ کو غلط اطلاعات دی ہیں۔ ورنہ مجھے اس وقت تک یہی یقین ہے۔ کہ جب حق کھل جائیگا تو آپ اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کریں گے۔ اور اپنے الفاظ کو واپس لیں گے ؛

انگریزوں کو سمندر پار نکال دینا

سردار صاحب! دوسری بات آپ نے یہ کہی ہے۔ کہ یہ ظلم انگریزی حکومت کرا رہی ہے۔ اور یہ کہ آپ اس حکومت کو سمندر پار نکال دینگے اگر یہ روایت درست ہے۔ اور آپ نے ایسا ہی کہا ہے۔ تو میں کہونگا کہ اس بات کے کہنے سے آپ نے اپنی زبردست کمزوری کا اظہار کیا ہے سردار صاحب! اگر واقعہ میں انگریز ایسے ہی بُرے ہیں۔ اور اگر واقعہ میں آپ کو یہ طاقت حاصل ہے۔ کہ آپ جب چاہیں۔ انہیں پکڑ کر باہر نکال دیں۔ تو آپ اپنی قوم اور اپنے ملک پر اس قدر ظلم کیوں کر رہے ہیں انگریزوں کو پکڑ کر باہر نکال دیجئے جلسوں میں اس قسم کی تقریروں سے کیا فائدہ۔ جب یہ بات آپ کے اختیار کی ہے۔ تو قوم کو اس عرصہ تک ظلم کا تختۂ مشق بنا رہنے دینے میں آپ نے سخت غلطی کی ہے۔ اور آپ خدا تعالےٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ اُٹھئے اور اس ظلم کو مٹا کر قوم وملت کی دعائیں لیجئے۔ لیکن اگر یہ بات آپ کے اختیار کی نہیں۔ تو سمجھ لیجئے۔ کہ وُہ بات کہنی اور اُس بات کا دعوےٰ کرنا جو انسان کے اختیار میں نہیں۔ کتنا بڑا گناہ ہے۔ اور ایسے دعوے سے آپ پر کتنی بڑی ذمہ داری آتی ہے۔

قادیان کا مذبح اور سکھ

سردار صاحب! تیسری بات آپ نے یہ کہی ہے۔ کہ اگر احمدی ظلم سے باز نہ آئے۔ تو آپ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اور ان کے ظلموں میں سے ایک ظلم آپ نے مذبح کا اجراء بتایا ہے۔ اوّل تو میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ سکھ قوم ایک موحد قوم ہے ان کے گرو کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے خالص توحید کی تعلیم دی۔ پھر آپ یہ بتائیں۔ کہ مذبح پر آپ کو اس قدر جوش کیوں آتا ہے۔ ہندو تو گائے کو برہمنی اوتار سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے غصہ کی وجہ تو سمجھ میں آسکتی ہے۔ مگر آپ توحید کا دعویٰ رکھتے ہُوئے اس قسم کا جوش کس طرح دکھا سکتے ہیں۔ اگر توحید کا دعوےٰ صحیح ہے۔ تو اونٹ۔ گھوڑا اور گائے بھینس سب کا درجہ آپ کے نزدیک ایک ہونا چاہیئے۔ لیکن ان جانوروں کے ذبح ہونے پر آپ کو جوش نہیں آتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا یہ جوش سیاسی ہے اور ہندوؤں سے سمجھوتہ کرنے کی نیت سے ہے۔ یا پھر اپنے ست گروؤں کی توحید کے مغز کو آپ نے نہیں سمجھا۔ بے شک اگر آپ یہ کہیں۔ کہ ہماری سیاسی ضرورتیں ہی مجبور کرتی ہیں۔ کہ ہم ہندوؤں کے ساتھ اتحاد رکھیں۔ اور اس لئے ہمیں گائے کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ تو میں اسے ایک جائز فعل کہونگا۔ مگر اسے دین کا جزو قرار دینا میرے نزدیک سکھی مذہب کے مغز کے خلاف ہے ؛

اس کے علاوہ میں آپ سے پوچھتا ہُوں۔ کہ کیا قادیان کی گائیں خاص طور پر مقدس ہیں۔ کہ آپ کو اپنا غصہ یہاں آکر ظاہر کرنے کی ضرورت ہوئی آپ کے وطن سیالکوٹ میں روزانہ اتنی گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ کہ قادیان میں سال میں اتنی نہیں ہوتیں۔ آپ نے سیالکوٹ کی اینٹ سے اینٹ کیوں نہ بجائی۔ بلکہ کیوں نہ ان سکھوں کے گھروں کی اینٹ سے اینٹ بجائی جو گائے کے چمڑے کی تندیاں بناتے اور فروخت کرتے ہیں۔ اور لاکھوں روپیہ کا بیوپار سالانہ ان کا اس تجارت سے ہوتا ہے۔ اگر واقعہ میں آپ کے دل میں گائے کی اس قدر عظمت ہے۔ تو پہلے آپ کو سیالکوٹ کی اینٹ سے اینٹ بجانی چاہیئے تھی۔ آپ باہر ہی کو اس کا مطمح نظر بنا کر گرانا چاہتے ہیں۔ کہ خیرات اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے۔

قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا ادعا

سردار صاحب! میں اس بارہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ نے یہ فقرہ کہنے میں تقوےٰ سے کام نہیں لیا۔ اینٹ سے اینٹ بجانا خدا تعالےٰ کا کام ہے بندوں کا کام نہیں۔ منہ سے دعوےٰ کرنے پر تو کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اگر میں بھی آپ ہی کی طرح جوش میں آنے والا ہوتا۔ تو شاید میں بھی آپ کے اس دعوےٰ کو سُنکر یہ کہہ دیتا۔ کہ میں بھی آپ کے مقدس مقامات کی اینٹ سے اینٹ بجا دُونگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے فضل سے تقویٰ عطا فرمایا ہے۔ جب میں نے آپ کا یہ دعوےٰ سنا۔ تو بجائے کبر کی لیا فقرہ کہنے کے مجھے آپ پر رحم آیا۔ اور میں نے کہا۔ کہ میرے اس بھائی کو اگر خدا تعالےٰ کی معرفت نصیب ہوتی۔ تو کبھی یہ ایسا دعوےٰ نہ کرتا جس شخص کو اپنی زندگی کے ایک منٹ پر اختیار نہ ہو۔ اس کا یہ کہنا۔ کہ وُہ فلاں جگہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ ایک قابلِ رحم امر نہیں۔ تو اور کیا ہے ؛ ۳

(باقی صفحہ ۹ کالم ۱)

87

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقوی اللہ اختیار کرنیکے بہترین نتائج

انسانی عیوب کا ڈھانپا جانا اور روحانی خوبصورتی کا حصول

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ مئی ۱۹۳۴ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مذہب کی غرض وغایت

انسانی دل اور انسانی دماغ۔ انسانی جذبات اور انسانی افکار میں وہ مادہ پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جسے عربی زبان میں تقوےٰ کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایسا تعلق۔ ایسی محبت۔ ایسا عشق اور ایسا لگاؤ پیدا ہو جائے۔ اور اس پر اتنا اعتماد۔ اتنا توکل اور اتنا یقین حاصل ہو۔ کہ جس کے بعد خدا تعالےٰ کے لئے انسان اس کی

توحید اور تفرید کی طرح

ہو جائے۔ اس انسان پر حملہ خدا تعالےٰ کی توحید۔ اور تفرید پر حملہ سمجھا جائے۔ اور اس انسان کی مخالفت خدا تعالےٰ کی توحید اور اس کی تفرید کی مخالفت سمجھی جائے۔ اسی طرح اس انسان کا نقصان وزیاں خدا تعالےٰ کی توحید وتفرید کا نقصان وزیان قرار پائے۔ حتےٰ کہ اس کی اہانت کے تمام سامانوں کے موقعہ پر خدا درمیان میں آجائے۔ اور اس کی اعانت کے تمام موقعوں پر خدا اس کا مددگار ہو جائے۔ یہی صحیح مفہوم ہے تقوےٰ کا۔ اور اسی تقوےٰ کے پیدا کرنے کے لئے مذاہب ہوتے ہیں۔ مگر جو

تقوےٰ کی تعریف

میں نے اس وقت کی ہے۔ وہ اس کے انتہائی مقام کی ہے۔ اور ہر چیز اپنی انتہائی صورت میں ہر موقعہ پر نہیں پائی جاتی۔ اور نہ ہر انسان میں پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ تمام قوتیں اور طاقتیں جو انسانوں میں پائی جاتی ہیں۔ وہ اپنے انتہائی رنگ میں ہر انسان میں نہیں پائی جاتیں۔ نہ محبت اپنے انتہائی مقام کے لحاظ سے ہر فرد میں پائی جاتی ہے۔ نہ غضب اپنے انتہائی مقام کے لحاظ سے ہر فرد میں پایا جاتا ہے۔ ہر انسان میں محبت بھی ہوتی ہے۔ اور غضب بھی۔ مگر نہ ہر انسان کی محبت اس کی

عقل پر غالب

ہوتی ہے۔ اور نہ ہر انسان کا غضب اس کی عقل پر غالب ہوتا ہے۔ نہ ہر انسان کا غضب اس کی مغضوب چیزوں سے اسے دور کر دیتا ہے۔ اور نہ ہر انسان کی محبت اسے

محبوب چیزوں سے قریب

کر دیتی ہے۔ مگر باوجود اس کے نہیں کہہ سکتے۔ کہ فلاں انسان میں محبت نہیں۔ یا فلاں میں غضب نہیں۔ ہر انسان میں محبت بھی ہوتی ہے۔ اور غضب بھی۔ مگر انتہائی صورتوں میں ہر جگہ نظر نہیں آتا۔ اسی طرح

سخاوت اور بخل

کا حال ہے۔ یہ مادہ بھی ہر انسان میں موجود ہوتا ہے۔ مگر کسی کی سخاوت کا وسیع دائرہ ہوتا ہے۔ اور کسی کے بخل کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ پھر کسی کی سخاوت محدود دائرہ کے اندر ہوتی ہے۔ اور کسی کا بخل محدود دائرہ کے اندر ہوتا ہے۔ کئی سخی ایسے ملیں گے۔ جو زیادہ سے زیادہ چیزوں کو قربان کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔ اور کئی بخیل ایسے ملیں گے۔ جو زیادہ سے زیادہ چیزوں کو سمیٹنے کے لئے تیار رہیں گے۔ پھر کئی سخی ایسے ہونگے۔ جو اپنی عزت اپنی وجاہت اپنے آرام اور اپنے

جذبات کی قربانی

کرنے کے لئے تو تیار نہیں ہونگے۔ مگر جو مال آئے گا۔ اسے لٹا دینگے اور کئی بخیل ایسے نظر آئیں گے۔ جو اپنی

جان قربان کرنے کے لئے تیار

ہونگے۔ رشتہ داروں کو قربان کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔ لیکن اگر ایک پیسہ بھی اُن سے طلب کیا جائے۔ تو وہ دینے پر آمادہ نہیں ہونگے۔ گویا وہ بخیل تو ہوتا ہے۔ مگر اس کا بخل ایک محدود دائرہ میں ہوتا ہے۔ پھر اپنے اپنے دائرہ میں بخل اور سخاوت کے

مختلف درجے اور مراتب

ہوتے ہیں۔ کئی سخی ہوتے ہیں اور وہ اپنا سب مال بے دریغ خرچ کر دیتے ہیں۔ اور کئی سخی ہونے کے باوجود تیسرے چوتھے یا پانچویں حصہ تک مال خرچ کرتے ہیں۔ پھر کئی بخیل ہونگے۔ جو ایک پیسہ بھی خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔ خواہ کس قدر انہیں ضرورت محسوس ہو۔ اور کئی ایسے بخیل ہونگے۔ جو یوں تو خرچ نہیں کریں گے۔ اور اگر کسی فقیر کو بھوکا مرتے بھی دیکھیں۔ تو انہیں رحم نہیں آئے گا۔ لیکن اگر مثلاً

وائسرائے کی طرف سے کسی چندہ کی تحریک

ہو۔ تو وہ جھٹ اس میں روپیہ بھیج دیں گے۔ یہ بھی بخیل ہوتے ہیں۔ مگر محدود دائرہ میں۔ لیکن ایک اور بخیل ہوتا ہے۔ جو کسی کو ننگا دیکھتا ہے۔ تو پروا نہیں کرتا۔ لیکن اگر کسی کو بھوکا دیکھے تو بے چین ہو جاتا ہے۔ یہ سب مدارج ہیں۔ جن کے ماتحت بخل یا سخاوت ہوتی ہے۔

اسی طرح تقوےٰ کے بھی مختلف مدارج ہیں۔ مگر عام طور پر لوگ ان کا خیال نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ تقوےٰ ایک ہی مقام کا نام ہے۔ جہاں قدم رکھا۔ تو متقی ہو گئے۔ نہ اس سے اوپر کوئی مقام ہے۔ نہ نیچے۔ اور اس قسم کی غلط فہمیوں کی وجہ سے وہ بہت سی

نیکیوں سے محروم

ہو جاتے ہیں۔ اور وہ نہیں سمجھتے۔ کہ تقوےٰ کی بھی شاخیں ہیں جس طرح بخل اور سخاوت کی شاخیں ہیں۔ اور اگر انسان اپنے نفس پر غور کرے تو وہ کوئی نہ کوئی

تقویٰ کی شاخ

اپنے اندر پائے گا۔ جس کی وجہ سے اسے ایمان لانا نصیب ہوا۔ کیونکہ ایمان تقوےٰ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک شخص خدا پر ایمان لایا۔ اس کے مامور اور مرسل کو اس نے مانا۔ تو ضرور ہے۔ کہ تقوےٰ کی اس میں کوئی نہ کوئی شاخ ہو۔

جیسے چاہے وہ خود بھی جانتا ہو اور ممکن ہے عام لوگ بھی اس سے بے خبر ہوں۔ لیکن اگر وہ اس تقوے کی شاخ کو ترقی دیگا۔ تو وہ درخت بن جائے گا۔ پھر ایک درخت سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا یہاں تک کہ

تقویٰ کا باغ

بنایا جاسکتا ہے۔

قرآن مجید کا اگر ہم مطالعہ کریں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں

تقویٰ کو لباس سے مشابہت

دی ہے۔ اور اس مشابہت سے بھی وہی مفہوم ثابت ہوتا ہے جو میں نے بیان کیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یا بنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباساً یُواری سوآتکم وریشا ولباس التقویٰ ذالک خیر۔ یعنی اے بنی آدم ہم نے تمہارے لئے لباس اتارا جس کے دو کام ہیں۔ ایک تو یہ کہ یواری سوآتکم جسم کے بعض ایسے حصے جن کا ننگا رکھنا معیوب ہے۔ خواہ اخلاقاً یا

ظاہری شکل

کے لحاظ سے لباس ان کو ڈھانپ دیتا ہے۔ وریشاً۔ اور دوسرا کام لباس کا یہ ہے۔ کہ جو حصے نظر آنے والے ہیں انہیں خوبصورت بنا دیتا ہے۔ گویا لباس کے دو کام اللہ تعالےٰ نے بتائے ہیں ایک کہ جسم کے بعض بدصورت حصے ڈھانپ دیتا ہے۔ اور جو حصے نظر آتے ہیں۔ ان کی زینت کو چمکا دیتا ہے۔ یہ ایک

عام مثال

ہے اور ہر شخص جانتا ہے۔ کہ جسم انسانی کے بعض حصے اخلاقاً یا طبعاً ننگے رکھنا معیوب ہوتا ہے۔ ابھی قریب کے زمانہ میں

ایک مشہور انگریز

مصور نے ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں اس نے عورتوں کو مخاطب کیا ہے۔ آج کل یورپ کی عورتوں میں یہ رواج پایا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے جسم کو زیادہ سے زیادہ ننگا کرتی چلی جاتی ہیں پہلے سر اور گردن ننگی ہوتی تھی۔ پھر سینہ ننگا رکھنا شروع کر دیا گیا۔ نیچے سے لاتیں ننگی کرنی شروع کیں۔ یہاں تک کہ

لباس گھٹنوں تک

پہنچ گیا۔ اور اب گھٹنوں سے بھی اوپر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور جسقدر حصہ پر لباس بھی ہوتا ہے۔ وہ بھی اتنا کھلا بنایا جاتا ہے۔ کہ ہر قدم پر پٹ۔ ران تک کھل جاتا ہے۔ صرف شکل بدلی ہوئی ہے۔ ورنہ جس طرح ہمارے ملک میں

بندریاں نچانے والے

ہوتے ہیں۔ اور وہ ذرا سی دھجی جسم پر لپیٹ دیتے ہیں۔ یہی یورپین عورتوں کا حال ہے۔ وہ مشہور مصور لکھتا ہے۔ کہ میں ایک مصور ہونے کی حیثیت سے عورتوں اور مردوں کے ننگے جسم دیکھنے کا اتنا عادی ہوں۔ کہ کسی دوسرے کو اتنا دیکھنے کا بہت ہی کم موقعہ ملتا ہے۔ اس لئے میں ایک ماہر فن ہونے کے لحاظ سے مشورہ دیتا ہوں۔ کہ ننگا جسم خوبصورتی پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ بسا اوقات مرد کی نگاہ میں ایسی عورت بدصورت سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے اگر عورتیں اپنے جسم کو اس لئے ننگا رکھتی ہیں۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ مردوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ سکیں۔ تاکہ وہ ان کے

حسن کی تعریف

کریں۔ تو میں انہیں مشورہ دوں گا۔ کہ جسم کو ننگا رکھنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ اس سے بسا اوقات مردوں کے دل میں بجائے تعریفی جذبات پیدا ہونے کے

نفرت کے جذبات

پیدا ہوجاتے ہیں۔ اور بجائے متوجہ ہونے کے وہ دور ہو جاتے ہیں

یہ

ایک ماہر فن کی رائے

ہے۔ اور اس ملک کے ماہر فن کی۔ جس کی عورتیں زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو ننگا رکھتی ہیں۔ پس اس کی رائے بہت وزندار اور معقول ہے۔ کیونکہ اول تو مصور کا کام ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ جسم کو اس کی اصل حالت میں ظاہر کرے۔ خوبصورت کو خوبصورت اور بدصورت کو بدصورت ظاہر کرے۔ جس طرح ڈاکٹر ایک شخص کی تندرستی یا بیماری کے متعلق صحیح رائے رکھنے والا ہوتا ہے۔ اسی طرح مصور بھی انسانی جسم کی خوبصورتی یا بدصورتی کے متعلق صحیح رائے رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کی

معاش کی صورت

ہی یہ ہے۔ کہ وہ اپنے فن میں ماہر ہو۔ اور انسانی جسم کا جو حصہ بدصورت ہو۔ اس کی بدصورتی اور جو خوبصورت ہو۔ اس کی خوبصورتی نمایاں کر کے دکھائے۔ پس ایسے شخص کی رائے اس قابل ہوتی ہے کہ اس پر غور کیا جائے۔ گو ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہر انسان کی رائے قابل عمل ہوتی ہے۔ مگر بہر حال یورپ والوں کے لئے ایک حد تک اس ماہر فن کی رائے کو وزن دینا ضروری ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں۔ کہ بہت حد تک یہ بات صحیح بھی ہے۔ کہ انسانی جسم کے کئی حصے ننگے کر دینا خوبصورتی نہیں۔ بلکہ بدصورتی پیدا کرتا ہے۔ ممکن ہے۔ اس میں کچھ حصہ عادت کا بھی ہو لیکن بہت حد تک اس میں

حقیقت کا دخل

ہے۔ باقی مثالیں ممکن ہے عریاں ہو جائیں۔ اس لئے میں

انسانی سر کی مثال

دیتا ہوں۔ کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو سر پر پگڑی باندھتے ہیں۔ کئی ہیں جو ٹوپی رکھتے ہیں۔ اور کئی ہیں جو سر ننگا رکھتے ہیں۔ چنانچہ

بنگال کے مرد اور یورپ کی عورتیں

سروں کو ننگا رکھنے کی عادی ہیں۔ لیکن ٹوپی یا پگڑی اتار دینے سے سر پوری طرح ننگا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس پر

قدرت کی طرف سے ایک پردہ

پڑا ہوا ہے۔ اور وہ بالوں کا ہے۔ بال منڈا کر دیکھ لو۔ سو میں سے کتنے لوگ ہیں جو اسے پسند کریں گے۔ نہایت ہی گھن آنے والی چیزوں کے متعلق جب میں اندازہ لگایا کرتا ہوں۔ تو

سب سے زیادہ گھن

مجھے منڈے ہوئے سر سے آتی ہے۔ خصوصاً جب اس پر گھی ملا ہوا ہو۔ اگر کھانا کھاتے وقت میں اس کا خیال کر دوں۔ تو شاید مجھے قے ہی آجائے۔ اس عمر میں آکر بعض دواؤں کی خاطر مجھے مکھن کھانا پڑا ہے۔ پہلے میں کبھی نہیں کھایا کرتا تھا۔ لیکن اب بھی باوجود اس کے کہ کسی حد تک مجھے مکھن کھانے کی عادت ہو گئی ہے۔ اگر کوئی میرے سامنے مکھن کو مکھنی کہدے۔ تو میں اسے کھا نہیں سکتا۔ کیونکہ بچپن میں میں نے سنا ہوا تھا۔ ٹنڈ میری مکھنی۔ مالیر کوٹلہ جہاں میری ہمشیرہ نواب محمد علی خان صاحب سے بیاہی ہوئی ہیں لوگ مکھن کو مکھنی کہتے ہیں۔ جب میں وہاں جاؤں۔ اور اگر نوکر کہدے کہ مکھنی لاؤں۔ تو میں کہتا ہوں بس اب میں کھا چکا۔ آج کل کے نوجوانوں نے تو یہ شغل ہی بنا رکھا ہے۔ کہ وہ اپنے

بالوں میں مانگیں

نکال کر کبھی دائیں سر کو حرکت دیتے ہیں۔ اور کبھی بائیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ سارے جہان کا حسن سمٹ سمٹا کر ان کے بالوں میں آگیا ہے۔ ان کے سامنے بھی اگر کسی کا سر منڈا کر کے اس پر گھی مل دیا جائے۔ تو وہ بھی یہ اقرار کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ کہ عریانی سے کیسی بدشکل پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ میں نے صرف ایک مثال دی ہے۔ جو میری طبیعت کے لحاظ سے سخت گھن پیدا کرنے والی ہے۔ ورنہ اور بھی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

غرض جسم کے ایسے حصے ننگے رکھنا خوبصورتی نہیں۔ بلکہ عیب پیدا کرتا ہے۔ اور اپنے اپنے مذاق کے مطابق انہیں ڈھانپنا خوشنمائی پیدا کرتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لباس کا ایک کام تو یہ ہے کہ

یُواری سوآتکم

جسم کے اندر جو بعض عیب ہیں۔ لباس انہیں ڈھانپ دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے درمیان آپس میں اسی بات پر بحث چھڑ گئی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے۔ کہ خوبصورتی کا پہچاننا آسان نہیں۔ ہر شخص کی نگاہ

حسن کا صحیح اندازہ

نہیں کر سکتی۔ یہ صرف طبیب ہی پہچان سکتا ہے۔ کہ کون خوبصورت ہے۔ اور کون بدصورت۔ مگر مولوی عبدالکریم صاحب فرماتے کہ یہ کونسی

مشکل بات ہے۔ ہر آنکھ انسانی خوبصورتی کو پہچان سکتی ہے۔

حضرت خلیفہ اول رض کا نقطۂ نگاہ

یہ تھا۔ کہ بے شک ہر نگہ حسن کو اپنے طور پر پہچان لیتی ہے۔ مگر اس شناخت میں بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اور طبیب ہی سمجھ سکتا ہے۔ کہ کون واقعہ میں خوبصورت ہے اور کون محض اوپر سے خوبصورت نظر آ رہا ہے۔ اسی گفتگو میں حضرت خلیفہ اول رض نے فرمایا۔ کیا آپ کے نزدیک یہاں کوئی مرد خوبصورت بھی ہے۔ انہوں نے ایک نوجوان کا نام لیا۔ جو اتفاقاً اس وقت سامنے آ گیا تھا۔ کہنے لگے میرے خیال میں یہ خوبصورت ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ آپ کی نگاہ میں تو یہ خوبصورت ہے۔ مگر دراصل اسکی

ہڈیوں میں نقص

ہے۔ پھر آپ نے اسے قریب بلایا۔ اور فرمایا۔ میاں ذرا قمیص تو اٹھانا۔ اس نے قمیص جو اٹھائی۔ تو ٹیڑھی ہڈیوں کی ایسی بھیانک شکل نظر آئی۔ کہ مولوی عبد الکریم صاحب کہنے لگے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مجھے تو معلوم نہیں تھا۔ کہ اس کے جسم کی بناوٹ میں یہ نقص ہے۔ میں اس کا چہرہ دیکھ کر ہی اسے خوبصورت سمجھتا تھا۔ تو دراصل

جسم میں بہت سے نقائص

ہوتے ہیں۔ کئی لوگوں کے بدن پر گھمبیر ہوتے ہیں۔ کسی کی ہڈیاں ٹیڑھی ہوتی ہیں۔ بعضوں کے سینوں میں اتنا اتنا گڑھا ہوتا ہے۔ کہ اس میں پاؤ بھر گوشت سما جائے۔ اور جب کبھی وہ لوگوں کے سامنے کپڑے اتار کر نہانے لگیں۔ یا کسی اور موقعہ پر انہیں قمیص اتارنی پڑے۔ تو لوگوں پر ان کا عیب ظاہر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے لباس کو اتارا ہے۔ اور اس کی یہ غرض مقرر کی ہے۔ کہ یہ تمہارے عیبوں کو چھپاتا ہے۔ وریشاً۔ پھر بعض جگہ یہ صرف عیب ہی نہیں چھپاتا۔ بلکہ حسن کو چمکا دیتا ہے۔ یہ بھی ایک ایسی چیز ہے۔ جو نمایاں نظر آنے والی ہے۔ چنانچہ

لباس کے مختلف رنگ

ہوتے ہیں۔ اور مختلف جسمانی رنگوں پر مختلف قسم کے لباس سجا کرتے ہیں۔ بعض رنگ بعض کے ساتھ کھلتے ہیں۔ اور بعض بعض کے ساتھ۔ سروں ہی کی

مختلف بناوٹ

ہوتی ہے۔ کسی کے سر پر ٹوپی سجتی ہے۔ اور کسی کے سر پر پگڑی اور پھر کسی کو سفید پگڑی اچھی لگتی ہے۔ کسی کو سرخ اور کسی کو سبز۔ مرد تو ان باتوں کی زیادہ پروا نہیں کرتے کیونکہ انہیں

فرائض منصبی

کی طرف زیادہ توجہ رہتی ہے۔ عورتوں نے اس فن میں بہت کمال پیدا کر رکھا ہے۔

بسنت کا موسم

آئے۔ تو کہتی ہیں اب ہمیں بسنتی رنگ کا دوپٹہ چاہیئے۔ کوئی اور موسم آئے۔ تو کہتی ہیں۔ اب سرخ اچھا لگے گا۔ کسی موسم میں سبز رنگ کو ترجیح دے دیتی ہیں۔ اور اس طرح وہ اس امر کی تصدیق کرتی رہتی ہیں۔ کہ لباس کا دوسرا کام یہ ہے۔ کہ وہ

زینت کا موجب

بنتا ہے۔ یورپ والے تو ہمارے ملک سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ وہاں

لباس انسانی جسم کے رنگوں کے مطابق

تجویز کیا جاتا ہے۔ اور کپڑے والی دکانوں کے مالکوں نے بڑے بڑے ماہرین فن اس غرض کے لئے رکھے ہوتے ہیں۔ کہ جب ان کے پاس کوئی شخص لباس بنوانے آئے۔ تو وہ ان ماہرین فن سے تجویز کراتے ہیں۔ کہ اس قسم کے رنگ کے آدمی پر کس قسم کا کپڑا زیب دے گا۔ یا کس قسم کی ٹوپی اس قسم کے سر پر سجے گی۔ غرض جسم کی

بناوٹ کے لحاظ سے

رنگ کے لحاظ سے۔ قد کے لحاظ سے۔ دبلاپن یا مٹاپے کے لحاظ سے۔ نتھنوں کے موٹے اور بھدے یا تیکھے ہونے کے لحاظ سے ہر انسان پر مختلف قسم کا لباس زینت دیتا ہے۔ اور اگر اپنے جسم کے رنگ قد بناوٹ۔ مٹاپے یا دبلاپن وغیرہ کے لحاظ سے

موزون لباس کا انتخاب

کیا جائے۔ تو وہ لباس اسی جسم کو جو بدنما ہوتا ہے۔ خوبصورت اور لوگوں کی نگاہ میں دلکش بنا دیتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ ولباس التقوٰی ذالک خیر۔ تقوٰی کو بھی ہم نے لباس بنایا ہے۔ اور وہ

ظاہری لباس سے زیادہ اچھا

ہے۔ جب تقوے کو اللہ تعالےٰ نے لباس سے مشابہت دی۔ اور اسے ظاہری لباس سے زیادہ اچھا قرار دیا۔ تو ضروری ہے۔ کہ وہ

دونوں باتیں

جو لباس کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ تقوے اختیار کرنے پر بدرجۂ اولیٰ پائی جائیں۔ اور اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تقوے کسی ایک مقام کا نام نہیں۔ بلکہ اس کے

مختلف مدارج

ہیں۔ لباس کے دو کام بتائے گئے ہیں۔ ایک کام اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ وہ عیبوں کو چھپاتا ہے۔ اسی طرح جب تقوٰی بھی ایک لباس ہے۔ تو اس کا بھی یہ کام ہے۔ کہ وہ انسانی عیبوں کو چھپائے۔ لیکن چونکہ بعض ایسی ہستیاں ہوتی ہیں جو

عیوب سے مبرہ

ہوتی ہیں۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپ میں کوئی عیب تھا ہی نہیں۔ اس لئے بتایا۔ کہ گو تقوے کا ایک مقام یہ ہے۔ کہ وہ عیبوں کو چھپاتا ہے۔ مگر اس کا دوسرا کام ریشاً بھی ہے یعنی زینت کا موجب بنتا ہے۔ جیسے

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام

تھا۔ کہ آپ کے تقوے نے آپ کی خوبصورتی اور باطنی حسن کو نمایاں کر دیا۔ غرض لباس کے متعلق دو باتیں بیان کرنے کے بعد تقوے کا ذکر کرنے سے اللہ تعالےٰ نے دو ہی باتیں بتائیں ایک تو یہ بتایا۔ کہ تقوے کے بھی مختلف مدارج ہیں۔ اور انسان ایسی حالت میں بھی متقی کہلا سکتا ہے۔ جبکہ اس میں بعض کمزوریاں پائی جاتی ہوں۔ اور تقوٰی کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کی کمزوریوں کو ڈھانپ دے۔ دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی۔ کہ تقوے اعمال کا نام نہیں۔ اگر اعمال کا نام ہوتا۔ تو تقوے کے باوجود کسی شخص سے برے اعمال کیوں سرزد ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ

اعمال کا حسن و قبح

اور چیز ہے۔ اور تقوے اور چیز۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تقوٰی ایک قلبی کیفیت کا نام ہے۔ انسان ہزار نیکیاں کرے۔ اگر اس کے اندر تقوٰی نہیں پایا جاتا۔ تو اس کے عیوب چھپ نہیں سکتے۔ اسی طرح انسان ہزار نیکیاں کرے۔ اگر اس کے اندر تقوے نہیں پایا جاتا تو وہ

روحانی خوبصورتی

حاصل نہیں کر سکتا۔ انسانی اعمال اسی وقت اپنے عیوب کے نقصانات سے بچ سکتے۔ اور اپنے کمال کو ظاہر کر سکتے ہیں جب ان کے ساتھ تقوٰی شامل ہو۔ ورنہ ہزاروں انسان نیک اعمال کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ

خدا کی نصرت

ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔ انکی کمزوریاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ بڑے بڑے ماہرین فن جنہوں نے اپنی قوم اور ملک کی بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ اور جو خدمتیں کرتے کرتے اس جہان سے گذر گئے۔ آج ان کے عیوب لوگوں پر ظاہر ہیں۔ سکندر کو لے لو۔ یا نپولین کو۔ یا اور کوئی بڑا فاتح اور حکمران گذرا ہو۔ اسے لے لو۔ انہوں نے اپنے اعمال میں کمال پیدا کیا۔ لیکن چونکہ وہ تقوی اللہ سے خالی تھے نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کے عیوب کو چھپانے والی کوئی چیز نہ ہوئی۔ انہوں نے رات دن اپنے ملک کی خدمت کی۔ ہزاروں نہیں لاکھوں کام اس کی ترقی کے سرانجام دیئے۔ لیکن آئے دن ان کی زندگی کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔ اور بتایا جاتا ہے۔ سکندر میں یہ نقص تھا نپولین میں وہ نقص تھا۔ انہوں نے اپنی تمام عمریں

ملک کی خدمت

کرتے ہوئے گذار دیں۔ لیکن اگر ایک لحظہ کے لئے بھی ان سے کوئی غلطی سرزد ہوئی۔ تو لوگوں نے انکی ساری خدمات کو نظر انداز کر دیا۔ اور

بندر کے زخم کی طرح

اسے کریدتے چلے گئے۔ اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے جو پاک بندے ہوتے ہیں

ان سے بھی اجتہادی غلطیاں ہوتی ہیں۔ گو اللہ تعالےٰ کے کامل بندے شرعی غلطیوں سے پاک ہوتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے دُنیا میں کس کی طاقت ہوتی ہے۔ کہ وُہ ان کی اجتہادی غلطیوں کی بلاوجہ تشہیر کرتا پھرے۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ آسمان پر ایک ہستی ہے۔ جس کا انہوں نے تقوےٰ اختیار کیا۔ وُہ ہستی انہیں کہتی ہے۔ لا نبقی لك من المخزیات ذکرا۔ ہم تیری زندگی کی ایسی تمام باتیں جنہیں دشمن عیب سمجھکر ظاہر کرنا چاہیگے باقی نہیں چھوڑیں گے۔ اور جس قدر امور عیب کا باعث سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں مٹا دیں گے۔ باوجود اس کے کہ

بشری کمزوریاں

ایسے لوگوں سے بھی سرزد ہوتی ہیں۔ اور نبی بھی کسی وقت ان کمزوریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ مگر اس پر بات کرنا اور اطناب کرنا انسان کو مورد عذاب الٰہی بنا دیتا ہے۔ پس یوادی سوا تکم کے ماتحت انسان کو وُہی عمل کام دیتا ہے۔ جس میں تقوےٰ شامل ہو۔ ورنہ صرف کام کرنے والوں کے اعمال کے لوگ ٹکڑے ٹکڑے کرکے دُنیا کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ اور کوئی ہستی ان کے لئے غیرت نہیں دکھاتی۔ دوسری بات یہ بتائی گئی ہے۔ کہ تقوےٰ انسان کے لئے

زینت کا موجب

ہوتا ہے۔ اچھے سے اچھا کام کرنے والے دُنیا میں ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں۔ مگر کوئی ان کی اتباع نہیں کرتا۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالےٰ کا تقوےٰ اختیار کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے ان کی تقلید کرنے والے دُنیا میں ہمیشہ موجود رکھے جاتے ہیں۔ کون ہے۔ جو آج کہہ سکے۔ کہ میرے اعمال

نپولین کے اعمال

کے مطابق ہیں۔ اس کی اولاد میں سے بھی اگر کوئی اس وقت موجود ہو۔ تو وہ یہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ حالانکہ نپولین کو گزرے ابھی دو سو سال بھی نہیں ہوئے۔ اس کے مقابلہ میں تیرہ سو سال گزر گئے۔ کہ دنیا میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ آپ کی بعثت پر جب ایک لمبا زمانہ گزر گیا۔ تو ہزاروں لوگ ایسے کھڑے ہو گئے۔ جو آپ کو گالیاں دینے والے اور آپ پر قسم قسم کے بہتان تراشنے والے تھے۔ تب خدا تعالےٰ نے ایک اور شخص کو کھڑا کیا۔ اور اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں دُنیا میں

ایک تغیر عظیم

پیدا کر دیا۔ لوگ بے اختیار کہنے لگ گئے۔ واہ وا کیا اچھا کام کیا۔ اس نے فطرتوں کو خیرہ کر دینے اور انسانی عقلوں کو حیرت میں ڈال دینے والے کام کئے۔ اتنے عظیم الشان کام کہ اگر وہ انہیں اپنی طرف منسوب کرتا۔ تو وُہ اس کے نام کو چار چاند لگاتے۔

اور اس کے ذکر کو بلند کرنے کے لئے کافی تھے۔ مگر جب وُہ لوگوں سے تعریف سنتا۔ تو بجائے اپنا فخر ظاہر کرنے کے کہتا ہے یہ کام میں نے نہیں کیا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی فیوض اور آپ کی

برکات و انوار

کا نتیجہ ہے۔ یہ وُہ ریش اور زینت ہے۔ جو تقوےٰ اللہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کے لئے نمازیں پڑھیں۔ اور نپولین نے دفتر میں بیٹھ کر ملک کی بہبودی کے لئے فائلیں دیکھیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جنگ کے لئے نکلے اور نپولین بھی جنگ کے لئے نکلا۔ ظاہری اعمال میں ایک مشابہت نظر آتی ہے۔ لیکن باطن میں

بہت بڑا فرق

ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں تقوےٰ اللہ کام کر رہا تھا اور نپولین کے کاموں میں تقوےٰ اللہ نہیں تھا۔ غرض تقوےٰ کے متعلق یوادی سوا تکم کے جو الفاظ اللہ تعالےٰ نے فرمائے۔ ان کا یہی مطلب ہے۔ کہ اگر کوئی ادنےٰ درجہ کا متقی ہو۔ تو بھی اس کے عیب ڈھانپے جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی اعلےٰ درجہ کا متقی ہو۔ تو اس کی بشری کمزوریوں کا اطناب کے ساتھ ذکر اللہ تعالےٰ کے غضب کو بھڑکا دیتا ہے۔ غرض یاد رکھو۔

اللہ تعالےٰ کا تقوےٰ

انسانی اعمال کو ایک نیا رنگ دے دیتا ہے۔ خالی نماز کوئی چیز نہیں۔ جب تک تقوےٰ اللہ اس کے ساتھ نہیں۔ خالی روزہ کوئی چیز نہیں۔ جب تک تقوےٰ اللہ اس کے ساتھ نہیں۔ خالی حج اور خالی صدقہ وخیرات کوئی چیز نہیں۔ جب تک تقوےٰ اللہ ان کے ساتھ نہیں۔ جو شخص خالی نماز۔ خالی روزے اور خالی حج کا نام تقوےٰ سمجھتا ہے۔ وُہ بے وقوف ہے۔ اور ایسے ہی بے وقوف یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ

ہم حضرت مرزا صاحب کو کیوں مانیں

کیا ہم نمازیں نہیں پڑھتے۔ روزے نہیں رکھتے۔ حج نہیں کرتے۔ صدقہ وخیرات نہیں دیتے۔ وُہ نہیں جانتے۔ کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ ایک جسم ہے۔ اور تقوےٰ اس کی رُوح ہے۔ نماز بھی ایک جسم ہے۔ روزہ بھی ایک جسم ہے۔ زکوٰۃ بھی ایک جسم ہے۔ حج بھی ایک جسم ہے۔ صدقہ وخیرات بھی ایک جسم ہے۔ اور تقوےٰ ان تمام اجسام کی رُوح ہے۔ جب تک یہ موجود نہیں۔ نہ یوادی سوا تکم ہو سکتا ہے۔ اور نہ ریشا کا ظہور ہو سکتا ہے۔ پس مومن کو اپنے

اعمال میں تقوےٰ اللہ

پیدا کرنا چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر کوئی عمل قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی سمجھتا ہے۔ کہ نماز روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج اور صدقہ خیرات۔ اپنی ذات میں کوئی چیز ہیں۔ تو وُہ غلطی کرتا ہے۔ کئی ایسے

لوگ دیکھے گئے ہیں۔ جو شکایت کرتے ہیں۔ ہم نے نمازیں پڑھیں مگر کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ روزے رکھے۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ وُہ نہیں سمجھتے۔ کہ نماز اور روزہ ایک جسم ہے۔ اور تقوےٰ رُوح۔ اگر

تقویٰ اللہ کی رُوح

ان کے اعمال میں کام نہیں کرتی۔ تو ان کی نمازیں مردہ۔ ان کے روزے مردہ۔ ان کی زکوٰۃ مردہ۔ ان کا حج مُردہ اور ان کا صدقہ وخیرات مردہ ہے۔ اور مردہ خواہ اکلوتا بچہ ہی ہو۔ لوگ اسے اپنے گھر میں نہیں رکھتے۔ بلکہ باہر دفن کرکے گھر واپس آ جاتے ہیں۔ بچہ کی اسی وقت تک قدر کی جاتی ہے۔ جب تک اس میں جان ہوتی ہے۔ جب مر جاتا ہے۔ تو لوگ اسے زمین میں گاڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح تم نماز کو خواہ اکلوتا بیٹا بھی قرار دے لو لیکن اگر اس میں رُوح نہیں۔ تو وُہ دفن کرنے کے قابل ہے۔ اسی طرح روزہ کو اکلوتا بیٹا قرار دے لو۔ لیکن وُہ بھی دفن کرنے کے قابل ہے۔ اگر اس میں رُوح نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ اور حج کو اکلوتے بیٹے سے مشابہت دے لو۔ جب تک رُوح موجود رہے گی وُہ قابل قدر چیز ہوگی۔ اور جب رُوح نکل گئی۔ یا پیدا ہی نہ ہوئی۔ تو وُہ قطعاً کام کے قابل چیز نہیں۔ جیسا کہ کوئی باپ یا کوئی ماں اپنے گھر میں مردہ بچہ سنبھال کر نہیں رکھتی۔

پس اصل چیز تقویٰ اللہ ہے۔ اسی لئے دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ینالہ التقویٰ منکم۔ خدا تعالےٰ کے پاس اعمال نہیں جاتے۔ بلکہ وُہ رُوح جاتی ہے۔ جو اعمال میں کام کر رہی ہوتی ہے۔ عمل ایک مادی چیز ہے۔ اور مادی چیز آسمان پر نہیں جاتی۔ آسمان پر جانے اور خدا تعالےٰ کے قریب پہنچنے والی

روحانی چیز

ہُوا کرتی ہے اور وُہ تقوےٰ اللہ ہے۔ جس کے ساتھ محبت الٰہی بھی شامل ہو۔ لیکن چونکہ لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ اس لئے وُہ ظاہری اعمال کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اعمال بھی اچھی چیز ہیں۔ کیونکہ بغیر جسم کے رُوح بھی کام نہیں دیا کرتی۔ لیکن

اصل چیز

رُوح ہی ہے۔ جسم درجہ کے لحاظ سے اس سے نیچے ہے جس طرح دودھ برتن کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اصل مقصود برتن ہوتا ہے۔ بلکہ اصل چیز دودھ ہوتی ہے۔ اسی طرح انسانی اعمال اور تقویٰ اللہ کا تعلق ہے۔ دودھ تو خواہ زمین پر گر جائے۔ پھر بھی انسان کچھ نہ کچھ زبان سے چاٹ سکتا ہے۔ لیکن برتن اگر خالی ہو۔ تو اس میں سے ایک قطرہ دودھ بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پس اہم چیز وہی ہے۔ جو مغز ہے۔ اور یہی چیز ہے جسے اپنے اعمال میں مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ ولباس التقویٰ ذالك خیر۔

تقوےٰ کا لباس

بہرحال بہتر ہے۔ کیونکہ اس سے وہ نتائج پیدا ہوتے ہیں جو ظاہری لباس سے حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی عیبوں پر پردہ پڑتا اور روحانی خوبصورتی اور زینت حاصل ہوتی ہے۔ معمولی درجہ پر انسانی عیوب ڈھانپے جاتے ہیں۔ اور جب انسان بلند مقام پر پہنچتا ہے۔ تو بشری کمزوریاں بھی اللہ تعالےٰ کی

ستاری کی چادر

کے نیچے آجاتی ہیں۔ بشری کمزوریاں بعض دفعہ اللہ تعالیٰ خود نبیوں سے کرواتا ہے۔ تا لوگوں پر ظاہر رہے۔ کہ یہ بشر ہی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ لم اذنت لھم تو نے انہیں کیوں اجازت دی۔ مگر یہ شرعی نہیں۔ بلکہ اجتہادی کمزوری ہوتی ہے۔ اور یہ بعض دفعہ اللہ تعالےٰ خود کراتا ہے۔ تا نبی کی انسانیت ظاہر کرے۔ اور بتائے۔ کہ انسان خواہ کتنا ہی بلند مقام پر پہنچ جائے۔ عالم الغیب نہیں ہوتا۔

پس یو انسانی سوائے متکلم میں دونوں باتیں داخل ہیں عیب بھی اور بشری کمزوریاں بھی۔ بعض طبائع میں جوش ہوتا ہے۔ وہ نیک ہوتے ہیں۔ مگر لوگوں سے لڑ پڑتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سی

کوتاہیاں اور کمزوریاں

انسانوں میں پائی جاتی ہیں بعض میں بخل ہوتا ہے۔ وہ نیکی میں ترقی کر رہے ہوتے ہیں لیکن مال دیتے وقت بخل محسوس کرینگے ایک عرصہ تک یہ حالت رہتی ہے۔ اور جب اس حالت میں وہ ترقی کر جاتے ہیں۔ تو بشری نقائص ان میں ظاہر ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ ان سب حالتوں میں تقوی اللہ عیوب کو ڈھانپتا اور انسان کو مزین بنا دیتا ہے۔ پس اگر کوئی چیز انسان کو کامل طور پر

عیبوں سے پاک

کرکے خوبصورت بناتی ہے۔ تو وہ تقوےٰ ہی ہے۔ ابتدائی حالت میں جب عیب ہوں۔ تو تقوےٰ انہیں ڈھانپ دیتا ہے۔ اور جب عیب نہیں ہوتے۔ تو خوبصورت بنا دیتا ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی بعض بشری کمزوریاں اور اجتہادی غلطیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ تا ان کی بشریت ظاہر ہوتی رہے۔ ان بشری کمزوریوں کو اگر کوئی شخص

قابل اعتراض رنگ

میں بیان کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کی غیرت اس کے خلاف بھڑک اٹھتی ہے۔ مثلاً ابھی میں نے کہا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ بعض دفعہ انبیاء سے خود اجتہادی غلطی کراتا ہے۔ تا ان کی بشریت ظاہر ہو۔ اب اگر کوئی شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی ایسی ہی

اجتہادی غلطی

پر ہنسی اور استہزاء کے رنگ میں بحث کرے۔ تو مت خیال کرو۔ کہ چونکہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے غضب سے بچ جائے گا۔ بلکہ وہ سزا پائے گا۔ کیونکہ اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کرنی چاہی ہاں اللہ تعالیٰ کی

توحید و تفرید

کا ذکر کرتے ہوئے بے شک اس قسم کی مثالیں دی جاسکتی ہیں لیکن جب اس غرض کے لئے مثالیں نہ دی جائیں۔ بلکہ تحقیر کے جذبے کے ماتحت اجتہادی غلطیاں گنوائی جائیں۔ تو ایسا انسان اللہ تعالےٰ کے فضلوں سے محروم ہو جاتا ہے

یہ

دو چیزیں

ہیں جو تقویٰ اللہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ تم اپنے اعمال پر غور کرو اگر تمہیں یہ باتیں حاصل ہیں۔ تو تم میں تقویٰ پایا جاتا ہے۔ اور اگر حاصل نہیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ ابھی تم میں تقوےٰ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ تقویٰ ہو۔ مگر اس کے نتائج ظاہر نہ ہوں۔

میں

اللہ تعالےٰ سے دعا

کرتا ہوں۔ کہ وہ ہماری جماعت کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم اس کے فضل وکرم سے سوأت اور ریش جو تقوےٰ کے نتائج ہیں ان دونوں کو حاصل کرسکیں۔ اور ہمارے لئے تقوےٰ نہ صرف ہمارے عیبوں کو ڈھانکنے والا ہو۔ بلکہ ہمارے لئے زینت اور ریش کا بھی موجب ہو

بقیہ صفحہ ۴

ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے

سردار صاحب! جب آپ کے گرو صاحب ظاہر ہوئے تھے۔ تو وہ بھی ظاہر حالت میں کمزور تھے۔ اور اس وقت کے طاقتور لوگ بھی آپ کی طرح یہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہم چاہیں تو ان کو یوں نقصان پہنچا دیں یوں ذلیل کردیں۔ مگر آپ کو معلوم ہی ہے۔ کہ وہ غریب ماں باپ کا بیٹا کس طرح خدا تعالیٰ کی حفاظت میں رات اور دن ترقی کرتا چلا گیا اور اس کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے والوں کے اپنے گھروں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ دیکھو مغل ہمارے مقابلہ میں کسطرح تباہ ہوگئے۔ میں اس امر کو صحیح مان لیتا ہوں۔ مگر پوچھتا ہوں۔ کہ آخر وہ کیوں تباہ ہوگئے۔ کیا سردار کھڑک سنگھ کی بہادری سے یا اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ اگر آپ کی بہادری سے ایسا ہوا تھا۔ تو انگریزوں کے مقابلہ میں آپ کی تلواریں کیوں ٹوٹ گئی تھیں۔ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔ کہ وہ کبھی کسی قوم کو بڑھاتا ہے کبھی کسی کو۔ کبھی مغلوں کی تلواروں کے آگے پنجاب کے سورماؤں کے باپ دادے اور ہندوستان کے راجے بھیڑوں اور بکریوں کی طرح بھاگتے پھرتے تھے۔ پھر وہ وقت آیا۔ کہ مرہٹوں اور سکھوں جیسی چھوٹی چھوٹی قوموں نے ان کے چھکے چھڑا دیئے۔ پھر وہی مرہٹے احمد شاہ ابدالی کے سامنے پیٹھ دکھا کر ایسے بھاگے۔ کہ سینکڑوں میل تک ان کا پتہ نہ تھا۔ اور وہی سکھ انگریزی فوجوں سے اسقدر خائف ہوئے۔ کہ توپیں تک چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ پس سوال بہادری کا نہیں سوال خدا تعالےٰ کی دین کا ہے۔ مونہہ کے دعوے نجات نہیں دیتے۔ خدا تعالےٰ کا خوف انسان کو عزت دیتا ہے۔ پس جس جگہ کو خدا تعالیٰ بڑھانا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق ایسے دعوے کرکے جنکا کوئی بھی فائدہ نہیں اپنی عاقبت نہ بگاڑیں۔ ہوتا وہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اسوقت اپنا نور قادیان میں اتارا ہے۔ پس خدا کا خوف کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کی آواز کو سنیں۔ اور ٹھنڈے دل اور نیک ارادوں سے اس بات کو سنیں۔ جسے ایک شخص نے خدا تعالےٰ کی طرف سے پاکر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ نہ پہلے کوئی رہا۔ نہ اب رہے گا۔ نہ آپ رہیں گے نہ میں رہوں گا۔ نہ آپ کے سامعین رہیں گے ہم سب کوئی آگے کوئی پیچھے خدا تعالےٰ کے سامنے جانے والے ہیں۔ پس عاقبت کی فکر کیجئے۔ اور ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالئے جو خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا موجب ہیں

اللہ کے پیارے کیا کہا کرتے ہیں

یاد رکھیں۔ کہ جسقدر کوئی شخص خدا تعالےٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اسی قدر زیادہ منکسر المزاج ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے پیارے کبھی ایسے دعوے نہیں کیا کرتے۔ اگر باور نہ ہو۔ تو حضرت باوا نانک صاحب کا کلام پڑھیں۔ کبھی انہوں نے بھی ایسا کہا۔ کہ میں فلاں شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ ہاں جب کہا یہی کہا۔ کہ خدا تعالیٰ میں سب طاقتیں ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ اور یہی بات خدا تعالیٰ کے سب پیارے کہتے چلے آئے ہیں۔ اور یہی بات میں بھی کہتا ہوں۔ کہ عزت اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ نہ آپ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں۔ اور نہ میں قادیان کی کوئی اینٹ بچا سکتا ہوں۔ ہوگا وہی جو خدا چاہے گا اور خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے۔ کہ وہ قادیان کو عزت دے۔ اور اسے بڑھائے یہانتک کہ اس کی آبادی بیاس تک پہنچ جائے۔ اب اس ارادہ کے پورا ہونے میں نہ آپ روک ڈال سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی اور۔ اگر شک ہو۔ تو یہاں کے سکھوں سے دریافت کر لیجئے۔ کہ یہ خدا کی خبر بانی سلسلہ احمدیہ نے کس وقت اور کن حالات میں شائع کی تھی۔ اور پھر کن حالات میں وہ پوری ہوئی۔ پس میں تو آپ کے اس اشتعال دلانے والے جملہ کے جواب میں کچھ نہیں کہتا۔ صرف یہی کہتا ہوں۔ کہ اللہ آپ کے بڑھاپے پر رحم کرکے اس متکبرانہ فقرہ کی سزا سے بچائے۔ اور آپ کو توبہ کی توفیق دے اور سچ کو قبول کرنے کی ہمت بخشے۔ و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خاکسار۔ مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ ۲۷ر مئی ۱۹۳۴ء بوقت شب

جلسہ سالانہ پر بیعت کرنے والوں کی فہرست ۱۹۳۳ء

نمبر	نام	مقام
۶۶۰	غلام فاطمہ صاحبہ	ضلع شیخوپورہ
۶۶۱ الف	زینب بی بی صاحبہ	" "
۶۶۱ ب	امۃ اللہ صاحبہ	" گجرات
۶۶۲	حسن صاحبہ	" "
۶۶۳	فاطمہ بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ
۶۶۴	سعیدہ بیگم صاحبہ	" گورداسپور
۶۶۵	فاطمہ بیگم صاحبہ	" امرتسر
۶۶۶	رسالدار ملک غلام محمد صاحب	ضلع جہلم
۶۶۷	سنت بدائی صاحبہ	" شاہ پور
۶۶۸	فضل الرحیم صاحب قریشی	" گجرات
۶۶۹	راج بی بی صاحبہ	" گورداسپور
۶۷۰	منشی محمد شفیع صاحب	" شیخوپورہ
۶۷۱	زوجہ عطا محمد صاحب	" ہوشیارپور
۶۷۲	افتخار احمد صاحب	" لاہور
۶۷۳	عبدالمجید صاحب	نواب گنج
۶۷۴	بخت علی صاحب	ٹپرہ بنگال
۶۷۵	نورالاسلام صاحب	"
۶۷۶	پیراں بخش صاحب	ڈیرہ اسمٰعیل خان
۶۷۷	محمد حسن صاحب	ضلع شیخوپورہ
۶۷۸	محمد علی صاحب	" "
۶۷۹	فضل احمد صاحب	" راولپنڈی
۶۸۰	احمد خان صاحب	رتناگیر
۶۸۱	محمد شفیع صاحب	ضلع اٹک
۶۸۲	عزت بی بی صاحبہ	" گورداسپور
۶۸۳	دین محمد صاحب	" "
۶۸۴	اسمٰعیل صاحب	" "
۶۸۵	سرداراں صاحبہ	" "
۶۸۶	مختاراں صاحبہ	" "
۶۸۷	عطر جان صاحب	آسام
۶۸۸	سکینہ بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
۶۸۹	محمودہ بیگم صاحبہ	"
۶۹۰	مرزا لطافت علی صاحب	
۶۹۱	مبارکہ بیگم صاحبہ	ضلع جالندھر
۶۹۲	سردار بی بی صاحبہ	" گجرات
۶۹۳	نواب بی بی صاحبہ	ضلع گجرات
۶۹۴	عبدالعزیز صاحب	" سرگودھا
۶۹۵	فتح علی صاحب	" "
۶۹۶	ہاجرہ صاحبہ	سندھ
۶۹۷	نور محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۶۹۸	غلام قادر صاحب	" "
۶۹۹	رحمت علی صاحب	" "
۷۰۰	قادر بخش صاحب	ضلع ڈیرہ غازی خان
۷۰۱	حیات بی بی صاحبہ	" سرگودھا
۷۰۲	اقبال بی بی صاحبہ	" "
۷۰۳	نصراللہ صاحب	آسام
۷۰۴	شرف اللہ صاحب	"
۷۰۵	سعید اللہ صاحب	"
۷۰۶	آفتاب میاں صاحب	"
۷۰۷	سفر جان بی بی صاحبہ	"
۷۰۸	اہلیہ صاحبہ عبدالکریم صاحب	لکھنؤ
۷۰۹	غلام نبی صاحب	ضلع میانوالی
۷۱۰	محمد الدین صاحب	" گورداسپور
۷۱۱	محمد بشیر صاحب	کلکتہ
۷۱۲	ضیاء الحق صاحب	سوتی جھیل
۷۱۳	ام الخیر صاحبہ	"
۷۱۴	عبداللہ صاحب	ضلع گورداسپور
۷۱۵	محمد سعید صاحب	" منٹگمری
۷۱۶	خلیل احمد صاحب	کٹک
۷۱۷	محمد اسمٰعیل صاحب	سیالکوٹ
۷۱۸	محمد صدیق صاحب	پٹیالہ
۷۱۹	محمد رمضان صاحب	ضلع بہاولنگر
۷۲۰	عبدالرحیم صاحب	" گورداسپور
۷۲۱	غلام محمد صاحب	" "
۷۲۲	محمد الدین صاحب	" "
۷۲۳	فضل الدین صاحب	" "
۷۲۴	مسماۃ کریم صاحبہ	لاہور
۷۲۵	خوشی محمد صاحب	ضلع جالندھر
۷۲۶	ہاجرہ بی بی صاحبہ	"
۷۲۷	جنت بی بی صاحبہ	ضلع جالندھر
۷۲۸	رحیم بی بی صاحبہ	"
۷۲۹	کریماں بی بی صاحبہ	" پوری
۷۳۰	محمد شمس الحق صاحب	" بریسال
۷۳۱	عبدالصمد صاحب	" "
۷۳۲	ابوالقاسم صاحب	" "
۷۳۳	یسوع صاحب	" "
۷۳۴	عنایت بیگم صاحبہ	" سیالکوٹ
۷۳۵	دختر حاکم خان صاحب	" شاہ پور
۷۳۶	محمد تقی صاحب	ریاست پٹیالہ
۷۳۷	جلال الدین صاحب	ضلع لائلپور
۷۳۸	عبدالغنی صاحب	" گورداسپور
۷۳۹	عبدالعزیز صاحب	
۷۴۰	محمد عبداللہ صاحب	
۷۴۱	اختری بانو صاحبہ	لکھنؤ
۷۴۲	اہلیہ عبدالکریم صاحب	"
۷۴۳	غلام قادر صاحب	اوڈل سٹیٹ
۷۴۴	عائشہ بی بی صاحبہ	"
۷۴۵	عمر دراز صاحب	ضلع پٹنہ
۷۴۶	نسیم احمد صاحب	"
۷۴۷	رسول احمد صاحب	"
۷۴۸	رابعہ صاحبہ	"
۷۴۹	سائرہ صاحبہ	"
۷۵۰	ننھے میاں صاحب	دہلی
۷۵۱	چراغ دین صاحب	ٹاٹانگر
۷۵۲	محمد خان صاحب	ضلع ملتان
۷۵۳	محمد ابراہیم صاحب	مالابار
۷۵۴	بی۔بی۔ ابوبکر صاحب	"
۷۵۵	بی۔بی۔ خدیجہ صاحبہ	"
۷۵۶	اے ابوبکر صاحب	"
۷۵۷	چودھری نظام الدین صاحب	ضلع لدھیانہ
۷۵۸	راج بی بی صاحبہ	"
۷۵۹	شریفہ بی بی صاحبہ	"
۷۶۰	حشمت بی بی صاحبہ	"
۷۶۱	سکندر علی صاحب	ضلع باریسال
۷۶۲	حفیظ الرحمن صاحب	"
۷۶۳	ابوطاہر صاحب	"
۷۶۴	منصور علی صاحب	"
۷۶۵	مرزا بشیر احمد صاحب	ریاست کپورتھلہ
۷۶۶	مرزا نورالدین صاحب	ریاست کپورتھلہ
۷۶۷	مرزا خدا بخش صاحب	"
۷۶۸	عبدالرشید صاحب	جہلم
۷۶۹	شاہ یازمیر صاحب	
۷۷۰	حبیب میر صاحب	
۷۷۱	قاسم علی صاحب	
۷۷۲	محمد زمان صاحب	راولپنڈی
۷۷۳	دین محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۷۷۴	چراغ شاہ صاحب	" شاہ پور
۷۷۵	کریم بخش صاحب	ضلع لاہور
۷۷۶	غلام حسین صاحب	" سیالکوٹ
۷۷۷	ہیرا خان صاحب	
۷۷۸	حبیب اللہ صاحب	
۷۷۹	عبدالسبحان صاحب	
۷۸۰	عبدالعزیز صاحب	
۷۸۱	خراج الدین صاحب	ضلع گورداسپور
۷۸۲	اسمٰعیل صاحب	
۷۸۳	علی محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۷۸۴	حسین بخش صاحب	"
۷۸۵	مطیع اللہ صاحب	ریاست پٹیالہ
۷۸۶	پیردی صاحب	
۷۸۷	محمد حسین صاحب	
۷۸۸	علم الدین صاحب	ضلع گورداسپور
۷۸۹	شاہ دین صاحب	امرتسر
۷۹۰	یار محمد صاحب	ضلع ڈیرہ غازیخان
۷۹۱	مرزا ضیاء اللہ بیگ صاحب	ضلع لاہور
۷۹۲	مرزا عبدالسلام بیگ صاحب	"
۷۹۳	محمد احمد بیگ صاحب	"
۷۹۴	نسیم بیگم صاحبہ	"
۷۹۵	منصورہ بیگم صاحبہ	"
۷۹۶	علی حیدر صاحب	ضلع شاہ پور
۷۹۷	بشیر احمد صاحب	" سیالکوٹ
۷۹۸	حبیب الدین صاحب	امرتسر
۷۹۹	جہاں آرا بیگم صاحبہ	ضلع بھاگلپور
۸۰۰	محمد صدیق صاحب	
۸۰۱	رستم علی صاحب	ضلع لدھیانہ
۸۰۲	نبی بخش صاحب	ضلع سیالکوٹ
۸۰۳	عنایت علی صاحب	"
۸۰۴	ہدایت علی صاحب	"

(باقی)

وصیتیں

نمبر ۴۷۱: منکہ بسم اللہ بیگم احمدی بنت شیخ احمد اللہ قوم شیخ قریشی سکنہ نوشہرہ چھاؤنی ڈاک خانہ خاص ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد زیورات مالیتی دو صد روپیہ ہے۔ علاوہ اس جائداد کے جو ورثہ میں مجھے والد صاحب سے بحصہ رسدی ملے۔

العبد: بسم اللہ بیگم احمدی موصیہ۔ گواہ شد: مرزا انعام حیدر احمدی وکیل امیر جماعت احمدیہ نوشہرہ۔ گواہ شد: شیخ احمد اللہ احمدی ہیڈ کلرک گورنمنٹ بورڈ نوشہرہ

نمبر ۴۷۲: منکہ زینب النساء زوجہ مولوی عبد الحق صاحب قوم پٹھان عمر [illegible] سال بیعت ۱۹۱۵ء ساکن سوسل ڈاک خانہ جاکی تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ حال ایبٹ آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

مہر ۵۰۰/- روپیہ۔ العبد: زینب النساء بقلم خود۔

گواہ شد: محمد۔ گواہ شد: عبد الحق اپیل نویس ہزارہ ایبٹ آباد۔

نمبر ۴۷۳: منکہ محمد صادق ولد برکت اللہ خاں قوم چغتائی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن [illegible] ضلع گجرات حال مبلغ سماٹرہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۵۵ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار کا دسواں حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ادا کرتا رہونگا میرے مرنے کے وقت جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی انجمن مذکور مالک ہوگی۔ یعنی متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد: محمد صادق ولد برکت اللہ خاں مبلغ جماعت احمدیہ قادیان۔ گواہ شد: محمد اکرم بقلم خود ہیڈ ماسٹر قادیان۔ گواہ شد: عبد الرحمن مولوی فاضل لیکچرر مدرسہ احمدیہ قادیان

نمبر ۴۹۰: منکہ ابوبکر یوسف ولد محمد جمال یوسف صاحب ساکن جدہ وطن پٹن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ مئی ۱۹۱۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنے تہائی (۱/۳) مال کی شرعی وصیت مفصلہ ذیل کرتا ہوں۔ نقد اور اموال تجارت اور قرض جس کا اندازہ دفیرہ جمادی الاول ۱۳۳۱ھ تک ظاہر ہے بموجب ان دفاتر کے جو میری دوکان جدہ میں ہے۔ ریال ۲۹۰۷۸۔ باقی نقد اور سامان اور قرض بعد ادا کے ان قرضوں کے جو مجھ پر لوگوں کے دینے ہیں۔ قرض متوسط جو دفتر میں قرض صیغہ دجن کے وصول ہونے کی کم امید ہے ریال = ۴۴۲۲۔ جدہ میں نقد اموال جو دوکان میں موتیوں اور جواہرات کی صورت دفتر میں لکھے ہوئے ہیں۔ جن پر میرا پورا قبضہ اور ہر طرح سے میری ملکیت ہیں ہیں ریال ۵۳۵۹۰ عبد اللہ بھائی اور عبد الرحیم کے پاس بمبئی میں میرے ایک لوہے کے صندوق میں اور ان کے قبضہ میں اور کچھ میرے پاس جدہ میں موتی ہیں۔ بموجب ان بیانات کے جو ہمارے اور ان کے مراسلات میں مذکور ہیں قریباً ریال ۔۔ ۱۵۰۰ کل میزان = ۵۱۶۸۱ ریال۔ علاوہ مذکورہ بالا اموال کے مرے کچھ قرض لوگوں کے ذمہ ہیں جو میرے دفاتر عمومیہ میں مذکور ہیں وہ دفاتر عمومیہ جو ۱۳۰۲ھ و ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۳۱ھ کے ہیں۔ اور میں محلہ رفتا دارہ متصل دروازہ ضلع احمد آباد علاقہ بمبئی سرکی کچھ زمین اور گھر اور حویلی اور دیوانخانہ بھی ہے اور میرا حصہ اس گھر میں بھی جس میں میرے والد صاحب کا عیال رہتا ہے اور میرا حصہ ان دونوں گھروں میں بھی ہے جو میرے چچے احمد یوسف کی ملکیت محلہ مذکور میں ہیں جو کہ میرے بھائی محمد بن عبد القادر یوسف کے دست تصرف میں ہیں اور اسباب گھروں حویلی اور دیوانخانہ میں ہے خاص میری ملکیت ہے اور ایک حصہ اس اسباب کا جو میرے والد صاحب کے دست تصرف میں ہے ایک حصہ اس اسباب کا جو گھر میں میرے بھائی محمد بن عبد القادر یوسف کے دست تصرف میں ہے اور میرے لئے اسباب منزلی ہے۔ جدہ میں ان دونوں گھروں میں جن میں اور میرا عیال رہتا ہے۔ اور ضروری اسباب۔ اور علاوہ ازیں جو میری ملکیت ثابت ہوگی اور میری طرف منسوب ہوگی۔ کچھ تو اس سے میرے باپ کے عیال کے پاس ہے وہ اس عیال کیلئے ہی وصیت ہے جو آج کل موجود ہیں اور جو باقی۔ کہ وہ میرے عیال اور بیوی عائشہ بنت صدیق یوسف کیلئے وصیت ہے جو کہ موجود ہیں اور جو ثابت ہوگا میرے مرنے پر اور جو باقی رہا۔ اس مال سے جو اوپر مذکور ہے بعد ادائیگی قرض جو میری وفات کے وقت شرعاً مجھ پر ثابت ہوگا۔ اور [illegible] ایک ریال برابر [illegible] گواہ شد: احمد نور کابلی قادیان ضلع گورداسپور۔ گواہ شد: خان بہادر مرزا سلطان احمد بقلم خود ۱۱ مئی ۱۹۱۴ء العبد: ابوبکر یوسف احمدی

بیش بہا طبی مجربات

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ شاہی طبیب مہاراجہ جموں و کشمیر کے اپنے قلم کے لکھے ہوئے طبی مجربات شائع ہو گئے ہیں۔ ہم خوش ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے ہمیں موقعہ دیا کہ **والد محترم** کی اس طبی امانت و وراثت کو پبلک کے سامنے پیش کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ حضور کی خواہش تھی کہ ہماری طبی بیاض صحیح رنگ میں شائع ہو اسی خواہش کی بنا پر حضور نے ساری عمر کے مجربات کو دوبارہ قلم بند کیا۔ ہم نے متن میں حضور کا دستی مسودہ شائع کیا ہے اور حاشیہ میں قریباً قریباً ان تمام نسخہ جات کو درج کر دیا ہے جو وقتاً فوقتاً حضور نے لکھے۔ اٹھرا کا نسخہ جس کی بدولت قادیان کے تاجر سینکڑوں روپیہ کما چکے ہیں ننانوے فیصدی کامیاب ہوا ہے آنکھوں کے بہترین سرمے۔ دانتوں کے منجن اور دیگر مجرب ترین نسخہ جات سب اس کتاب میں درج ہیں۔ اس کتاب کے نسخہ جات بالکل سہل الحصول ہیں اکثر نسخہ چند پیسوں یا آنوں میں تیار ہو سکتے ہیں۔ اثر میں سیکڑوں ہزاروں روپے کے نسخہ جات انکا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اسکے لئے **حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ** کا نام بہت بڑی ضمانت ہے بعض امراض کے علاج میں جہاں ڈاکٹر جواب دیدیتے ہیں وہاں یونانی ادویہ کامیاب ہوئی ہیں۔ حال ہی میں میری ہمشیرہ زادی امۃ الرشید بنت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو اپنڈے سائٹس کا سخت درد ہوا۔ لاہور کے تمام بڑے ڈاکٹروں نے اپریشن کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ اگر اپریشن نہ کروایا گیا تو ہم ذمہ وار نہ ہونگے۔ خود میری اور بعض دیگر احباب کی رائے تھی کہ اپریشن سے پہلے علاج کروایا جائے۔ عزیزہ کو یونانی دوائی دیگئی جس سے پندرہ منٹ کے اندر درد بالکل جاتا رہا۔ اب عزیزہ بفضلہ باصحت ہے۔ اگر آپ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ایک نہیں سیکڑوں سریع التاثیر اور آزمائے ہوئے نسخہ جات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی **اصل بیاض نور الدین** جزو اول جسے حضور کے فرزند اکبر صاحبزادہ مولوی عبد السلام صاحب عمر نے شائع کیا ہے منگوا لیجئے آپ دو روپے (۲) میں ایشیا کے سب سے بڑے طبیب کی اسی سالہ زندگی کا نچوڑ حاصل کر لینگے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض نسخہ جات بھی درج ہیں۔ والسلام

عبد الوہاب خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

یمن و نجد کے متعلق جدہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ امیر فیصل گورنر حجاز و قائد افواج تہامہ نے اپنی افواج کو یمن کے دار الحکومت صنعاء پر بڑھنے کا حکم دے دیا ہے اور یمنیوں کے پہاڑی مورچوں پر حملہ بول دیا ہے۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ اگرچہ حکومت حجاز اور یمن میں مصالحت ہو گئی تھی۔ مگر امام یحییٰ والئی یمن کے ولی عہد صلح کی شرائط پر راضی نہ ہوئے۔ اور انہوں نے امام کی منظور کردہ شرائط کو ذلت خیز قرار دیتے ہوئے کہہ دیا کہ اگر ان شرائط پر صلح کی گئی۔ تو امام کو تخت سے اتار دیا جائیگا

حکومت ترکی نے استنبول سے ۲۶ مئی کی اطلاع کے مطابق اس قانون کی تصدیق کر دی ہے۔ جس کے رو سے بعض پیشے محض ترکوں کے لئے مخصوص کر دئے گئے ہیں خاص کر بالٹا کے بارہ ہزار باشندے جو اصلاً اہل مالٹا ہیں لیکن ان کی مادری زبان تبدیل ہو چکی ہے۔ سخت پریشان ہو گئے ہیں۔ قانون مذکور کا مفاد یہ ہے کہ غیر ملکی ڈرائیور۔ حجام۔ درزی اور پالش ساز ایک ہفتہ کے اندر اندر کام کرنا بند کر دیں۔ البتہ غیر ملکی بہروں۔ مزدوروں۔ ایکٹروں۔ پرنٹروں اور کیمسٹوں کو تین ماہ سے بارہ ماہ تک کا نوٹس دیا گیا ہے۔

سنٹرل جیل راجشاہی کا ڈپٹی جیلر ۲۷ مئی کو دہشت انگیز مجرموں کی کوٹھڑیوں کی تلاشی لے رہا تھا۔ کہ دو مجرموں نے گھونسوں اور مکوں سے اس پر حملہ کر دیا۔ چوٹیں کافی حد تک تشویشناک گئیں۔

بمبئی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ کارخانہ ہائے پارچہ کی چپقلش مستقبل قریب میں ختم ہوتی نظر نہیں آتی۔ ۲۴ مئی کو بھی پولیس نے لاٹھی چارج اور فائر کے ذریعہ مجمع منتشر کیا۔ اور ۲۵ کو بھی ایک مجمع کو منتشر کرنے کی غرض سے لاٹھی چلائی گئی۔ جس سے متعدد اشخاص زخمی ہو گئے۔ مجمع نے پولیس پر اینٹ پتھر بھی پھینکے۔ جس سے تین افسر اور دو کانسٹیبل مجروح ہوئے

ریاست کپور تھلہ کے حکام نے ۲۴ مئی کی اطلاع کے مطابق خلاف قانون مجمعوں کو منتشر کرنے کے لئے ایک جدید قانون نافذ کیا ہے۔ جس میں اعلان کیا ہے کہ جب کوئی مجسٹریٹ موجود نہ ہو۔ تو وہ کسی خلاف آئین مجمع کو منتشر کرنے کے لئے فوج کو طلب کرنے کا ذمہ دار ہو۔ اور وہ فوج کو طلب کرنے کے لئے کسی کمشن دار افسر یا غیر کمشن دار افسر سے درخواست کر سکتا اور مجمع کے ارکان کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر سکتا ہے۔ ان حالات میں افسر طاقت استعمال کر سکتے ہیں یا پیش نظر مقصد کو حاصل کرنے کے لئے گولی بھی چلا سکتے ہیں۔ لیکن ان سے توقع کی جاتی ہے کہ کم سے کم نقصان مال و جان معرض وجود میں آئیگا۔ حکام کے نام ہدایات میں یہ امر بھی درج ہے کہ گولی چلانے سے پہلے اردو زبان میں انتباہ کیا جائے۔ اور ساتھ ہی بگل بجایا جائے۔ یا کوئی دوسرا ذریعہ استعمال کیا جائے۔ گولی چلانے کا کام اولاً چند مخصوص اشخاص کے سپرد کیا جائے۔ اور پھر کسی خاص سیکشن کو حکم دیا جائے۔

ولیعہد حیدر آباد دکن جو سیر کے لئے کشمیر گئے ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق جموں سے ۲۵ مئی کی اطلاع ہے کہ وہ چند دن تک واپس چلے جائیں گے۔

امرتسر سے ۲۶ مئی کی اطلاع ہے کہ تھانہ جمال کے نزدیک ایک گاؤں میں پولیس نے چھاپہ مارا۔ اور ایک خاکروب کے گھر سے دیسی ساخت کے ایک درجن بم دستیاب ہوئے۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ یہ بم دہشت انگیزی کے سلسلہ میں بنائے گئے تھے۔ یا ان کے بنانے کی غرض ڈاکہ ڈالنا تھی۔

مسئلہ فلسطین کے متعلق حکومت برطانیہ کو اہل ہند کی آراء سے مطلع کرنے کے لئے بمبئی کی ایک اطلاع کے مطابق جون کے تیسرے ہفتہ میں مولانا شوکت علی مولانا عبد المجید سندھی اور سید مرتضیٰ ایم ایل اے صدر آل انڈیا خلافت کمیٹی پر مشتمل ایک وفد لنڈن روانہ ہونے والا ہے

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے قائم مقام وائس چانسلر نواب محمد اسمٰعیل خاں اور پرو وائس چانسلر مسٹر رامپور نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ سر راس مسعود کے استعفیٰ پر بے حد بے چینی پھیل گئی ہے اور یہ یقیناً ان کی شاندار خدمات کا نتیجہ ہے۔ لیکن ہم پبلک کو یقین دلاتے ہیں کہ سر راس مسعود اور کورٹ کے اختلافات سے یونیورسٹی کے نظم و نسق بالطریق بود و باش پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ یونیورسٹی کی وہی رونق رہے گی اور اسی نظام پر باقاعدہ عمل کیا جائے گا۔ بلکہ آئندہ جولائی میں اردو کی آنرز اور ایم اے کلاس بھی کھولی جائے گی۔

حکومت روس کے محکمہ تعلیم نے ماسکو سے ۲۵ مئی کی اطلاع کے مطابق ایک حکم جاری کیا ہے جس میں اساتذہ کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ۱۳ سال سے کم عمر لڑکوں کو لینن اور مارکس کے اصول نہ پڑھائے جائیں۔ کیونکہ ان کے دماغ سنجیدہ مسائل کے متحمل ہونے سے قاصر رہتے ہیں

سنڈے کرانیکل اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ اعلیٰ حضرت شہریار دکن اگلے سال انگلستان تشریف لے جائینگے۔ تاکہ وہاں کی صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں سے پوری واقفیت حاصل کریں۔ آپ کے ہمراہ تین سو ملازم ہونگے۔ اور سارا جہاز ریزرو کرایا جائے گا۔

ریاست بیکانیر نے بمبئی سے ۲۶ مئی کی اطلاع کے مطابق ایک مسودہ قانون شائع کیا ہے۔ جو بیکانیر میں عارضی اور مستقل رہائش رکھنے والوں پر یکساں حاوی ہو گا اس قانون کے رو سے حکومت کسی بیرونی باشندہ کو ریاست سے نکال سکتی ہے۔ اگر وہ نکلنے سے انکار کرے تو گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ ہر وہ آدمی جو بیرونجات سے ریاست میں آئے اسے حکومت کو ۴۸ گھنٹہ کے اندر اندر اپنی آمد کی اطلاع دینی ہو گی۔ مزید اسے بتانا ہو گا کہ ریاست میں آنے سے اس کا کیا مقصد ہے۔ بیرونجات کے کسی باشندہ کو بغیر پروانہ راہداری ریاست میں سے گذرنے کی بھی اجازت نہ ہو گی۔

لنڈن سے ۲۷ مئی کی اطلاع ہے کہ انڈی پنڈنٹ لیبر پارٹی کے چند ممبران نے ڈیپوٹیشن کی صورت میں وزیر ہند سے ملاقات کی۔ اور اس بات پر زور دیا کہ جب کانگرس نے سول نافرمانی واپس لے لی اور داخلہ کونسل کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ تو گورنمنٹ اپنے خلوص کا ثبوت کیوں نہیں دیتی۔ اور کیوں کانگرس پر عائد کردہ پابندیاں دور نہیں کر دیتی۔ معلوم ہوا ہے۔ وزیر ہند نے یہ جواب دیا کہ وہ اس سلسلہ میں گورنمنٹ ہند سے خط و کتابت کر رہے ہیں اور جلد ہی اس کے متعلق واضح اعلان کر دیا جائیگا۔

شملہ سے ۲۸ مئی کی اطلاع کے مطابق ہوم ڈیپارٹمنٹ میں تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ کانگرس پر عائد کردہ پابندیوں کو دور کرنے یا نہ کرنے کے متعلق گورنمنٹ ہند ابھی لوکل گورنمنٹوں سے مشورہ کر رہی ہے۔ ان کی طرف سے جواب موصول ہونے پر اعلان کیا جائیگا۔ غیر سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ خواہ کچھ اعلان کرے کانگرس کمیٹیوں کے انتخابی پروپیگنڈا میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالیگی

سر سکندر حیات خاں قائم مقام گورنر پنجاب کے متعلق ایک اطلاع مظہر ہے کہ انہیں نئی اصلاحات کے سلسلہ میں گورنمنٹ کو مشورہ دینے کے لئے لنڈن بلایا گیا ہے۔ آپ سر ایمرسن کو چارج دینے کے معاً بعد روانہ ہو جائیں گے

ناگپور سے ۲۸ مئی کی اطلاع ہے کہ شدت گرمی کی وجہ سے

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی